REGD No E-P.67

جلد ۶ | ۲۳ ہجرت ۱۳۳۶ ہش ۲۲ شوال ۱۳۷۶ھ ۲۳ مئی ۱۹۵۷ء | نمبر ۲۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

مری ۱۸ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

”ضعف کی شکایت ہے“

احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ÷

کل یہاں حضور نے نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا

خلافت نمبر

نظارت دعوت و تبلیغ کے اعلان کے مطابق ہر جگہ ۲۷ مئی کو ”یوم خلافت“ منایا جائے اس موقعہ پر بدر کے اس پرچہ سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے جسے اسی غرض سے چند روز قبل شائع کیا گیا ہے (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

جماعت احمدیہ کو دائمی نعمتِ خلافت عطا کئے جانیکا خدائی وعدہ

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی

تخم ریزی

انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر

ایک دوسرا ہاتھ

اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور

گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے

پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے

حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے

دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

خدا تعالیٰ کی دو قدرتیں

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کو بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو

دائمی وعدہ کا دن

ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو

دوسری قدرت کا مظہر

ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں۔ تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی

اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں٭ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور

دعاؤں پر زور

دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔“ (رسالہ الوصیت)

٭ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے۔ وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریّت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اُس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے۔ یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ منہ۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — ۲۳ رمئی ۱۹۵۶ء

سلسلہ احمدیہ میں خلافت کا قیام

۲۶ر اور ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کے دو دن تاریخ احمدیت میں غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں جبکہ پہلے روز لاہور میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی اور دوسرے روز حضور کا جنازہ دارالامان میں لایا جا کر جماعت کے حاضر الوقت سینکڑوں افراد نے بالاتفاق حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو بطور خلیفۃ المسیح منتخب کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک عرصہ پہلے ہی اپنی وفات اور اس کے بعد سلسلہ خلافت کے قیام کی خبر بالہام الٰہی دے رکھی تھی چنانچہ حضور نے رسالہ الوصیت میں واضح کر دیا کہ آپ کی وفات کے بعد خلافت کے رنگ میں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوگا۔ اور یہ نعمت جماعت کے لئے دائمی طور پر ساتھ رہے گی۔ فرمایا:۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

چونکہ مسیح موعود کی بعثت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی منشاء اس زمانہ میں ایک روحانی تحریک چلانے اور اہل دنیا کو خدا کی طرف متوجہ کرنے کی تھی۔ اس لئے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایک شخص کی وفات کے ساتھ اس روحانی تحریک کو ختم کر دیا جاتا جس کی نسبت خدا کی مخفی حکمتیں اُسے دیر تک دنیا میں قائم رکھنے کا اشارہ کر چکی ہوں۔

چنانچہ آج سے ۴۸ سال قبل جب حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات ہوئی تو خدا تعالیٰ نے ساری جماعت کے دلوں کو ضرورت خلافت کی طرف پھیر دیا اور سب نے ہی بالاتفاق حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ کو خلیفۃ المسیح کے طور پر تسلیم کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور عجیب بات ہے کہ وہ لوگ جو بعد میں خلافت حقہ سے سرتابی کرنے اور اس کی ضرورت سے انکار کرنے میں پیش پیش رہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلے موقعہ پر اس کا بتمامہ اقرار بھی کر چکے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بیرونجات کی جماعتوں کو جو اطلاع نامہ حضور کی وفات اور آپ کے بعد نظام سلسلہ کے چلائے جانے کے بارہ میں پہلے اخبار الحکم کے غیر معمولی پرچہ بابت ۲۸ر مئی اور پھر پرچہ ۳۰ر مئی میں ضمیمہ کے طور پر نیز پرچہ اخبار بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء میں پہلے صفحہ پر بعنوان

"اطلاع از جانب صدر انجمن احمدیہ"

جناب خواجہ کمال الدین صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے شائع ہوا۔ اس کی حسب ذیل عبارت، خاص طور پر قابل غور ہے:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان۔ اقربا حضرت مسیح موعود بہ اجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے اصحاب موجود تھے۔ مولانا حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب۔ جناب نواب محمد علی خان صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب خلیفہ رشید الدین صاحب وخاکسار (خواجہ کمال الدین) موت اگرچہ بالکل اچانک تھی اور اطلاع دینے کا بہت کم وقت ملا۔ تاہم انبالہ جالندھر کپورتھلہ امرتسر لاہور گوجرانوالہ وزیر آباد جموں گجرات بٹالہ گورداسپور مقامات سے معزز احباب آ گئے اور حضور علیہ السلام کا جنازہ ایک کثیر جماعت نے قادیان اور لاہور میں پڑھا۔ حضرت قبلہ حکیم الامت سلمہ کو مندرجہ بالا جماعتوں کے احباب اور دیگر کل حاضرین قادیان جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں۔"

اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کے پہلے اجماع کے وقت کسی شخص کو بھی اختلافات کی جرأت نہ ہوئی لیکن منافق طبع لوگ بعد میں سیدنا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی میں خلیفہ کی عدم ضرورت یا انجمن کے خلیفہ پر حاکم ہونے وغیرہ قسم کے خیالات کو اندر ہی اندر جماعت میں پھیلانے لگے۔ جس کی اطلاع دربارہ خلافت ہی ہوتی رہی۔ آپ وقتاً فوقتاً مناسب رنگ میں ان لوگوں کو ایسے خیالات سے اجتناب کرنے اور دل سے خلیفہ وقت کی اطاعت قبول کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ بلکہ ۱۹۱۰ء کی عید الفطر کے موقعہ پر تو آپؓ نے نہایت واشگاف الفاظ میں ایسے معترضین کو مسکت دندان شکن جواب دے کر سلسلہ احمدیہ میں خلافت کی دیواروں کو مضبوط کر دیا اور آپؓ کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ آپؓ نے اپنے اس تاریخی خطبہ میں ایسے لوگوں کے بعض اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"میں پھر کہتا ہوں کہ جب تک وحدت نہ ہوگی تم کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

چودہ سو سے چار لاکھ | حضرت صاحب کے زمانے میں میں نے ۴۰۰ کارڈ چھپوائے تھے کہ ۱۴۰۰ آدمیوں کی جماعت ہو کر ہم حضرت صاحب سے بیعت کریں گے اور اس فضل سے حصہ لیتے جو جماعت سے مختص ہے خدا نے خلوص نیت کو نوازا اور ۱۴۰۰ سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنا دیا۔ اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔

خلفاء کس طرح بنے | ایک خلیفہ آدم تھا اس کی نسبت فرمایا ہے۔ انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ اب خود ہی اس کے بارے میں ارشاد ہے عصیٰ آدم ربہ فغویٰ۔ لیکن جب فرشتوں نے کہا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک تو ان کو ڈانٹ بتائی کہ تم کون ہوتے ایسا کہنے والے میں نے سجدہ والا آدم تم آدم کو سجدہ کرو۔ چنانچہ ان کو ایسا کرنا پڑا۔ دیکھو خود تو عاصی اور غوی تک کہہ دیا مگر فرشتوں نے جوں کی تو اس کو نا پسند فرمایا۔ پھر داؤد کے لئے کیا کیا مشکلات پیش آئے میں اس قسم کا قصہ گو واعظ نہیں کہ تمہیں عجیب عجیب قصے ان کے متعلق سناؤں مگر فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب سے یہ تو پایا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو تھا جس کے لئے یہ الفاظ آئے۔ تیسرا خلیفہ ابوبکرؓ ہے اس کے مقابلہ میں شیعہ جو کچھ اعتراض کرتے ہیں وہ اتنے ہیں کہ ۱۳۰۰ سو برس گذر گئے مگر وہ اعتراض ختم ہونے میں نہیں آتے۔

چوتھا خلیفہ تم سب ہو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ ثم جعلناکم خلائف فی الارض اگلی قوموں کو ہلاک کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنا دیا۔ لننظر کیف تعملون۔ اب دیکھتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ چار کا ذکر تو ہو چکا۔ اب میں پانچواں خلیفہ ہوں اگر کوئی کہے کہ الوصیت میں حضرت صاحب نے نورالدین کا ذکر نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں ایسا ہی آدم اور ابوبکر کا ذکر پہلی پیشگوئی میں نہیں۔

الوصیت کی تفہیم | حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے

خلافت اور خلیفے کا خود خدا ہے حفیظ

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

خلافت اور خلیفے کا خود خدا ہے حفیظ
ستیزہ کار حسد ہو تو فکر کی کیا بات
جو صلح جو ہیں اور اصلاح ہی کرتے ہیں
تمام اہل مذاہب کے پیشواؤں کا
ہے جس کے ہاتھ میں جمازۂ جہاں کی مہار
دکھائی دیتا ہے اکمل ستارۂ دُمدار

کہ ابتداء سے اسی طرح وہ رہا ہے حفیظ
ہمیشہ بندوں کا مولا تو کل رہا ہے حفیظ
صلے میں اسکے وہ پاتے ہیں اک خدا ہے حفیظ
ہے احترام ہمیں ان کا اتقا ہے حفیظ
وہی تو خلق کا ہر آن رہا ہے حفیظ
تو خوف کیوں ہو کہ جب خالق سماء ہے حفیظ

مئی کی ستائیس کو احمدی
منائیں گے یوم خلافت تمام
یہ ہے موجب اتحاد ارتقار
اسی سے ہے تبلیغی اکمل نظام

"مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے

اور

اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں یہ طاقت ہے کہ وہ معزول کرے"

"اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے"

تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فرمودہ ۱۹۱۲ء

ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی اُس نازک تقریر کا اقتباس اخبار بدر بابت ۱۹۱۲ء سے نقل کیا جاتا ہے جو حضور نے آج سے ۴۵ سال قبل ارشاد فرمائی۔ حضور رضی اللہ عنہ نے اس تقریر میں جن امور کی طرف توجہ دلائی بحمداللہ جماعت مبائعین ابتداء سے زمانہ خلافت ثانیہ سے ہی ان پر عمل پیرا ہے۔ اور ۴۵ سال کا لمبا عرصہ گذر جانے کے باوجود اس کا ایک ایک فقرہ جہاں مبائعین کی جماعت کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہے وہاں منکرین خلافت کے لئے بہت بڑی سرزنش ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے فرمایا:۔

"یاد رکھو دنیا ایک مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ کی رسہ کشی میں وہی کامیاب ہوگا جو حبل اللہ کو ہاتھ سے نہ دے گا۔ پس اس وقت ضرورت ہے کہ تم میں عملی زندگی پیدا ہو اور تفرقہ نہ ہو۔ میں پھر تمہیں اللہ کا حکم سناتا ہوں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

افسوس! مسلمانوں کو اب ان امور پر سوچنے کی بھی فرصت نہیں ان کے مشاغل ہی اور ہیں۔ کہیں وہ پولیٹیکل امور میں اُلجھے ہوئے ہیں اور کہیں انجمنوں کے فکر ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ قوم اس وقت سُدھر جائے گی۔ جب وہ دوسری قوموں کی طرح ایجی ٹیشن کرے گی اور اپنے حقوق کے لئے اپنی طاقت پر بھروسہ کرے گی۔ دوسرا کہتا ہے نہیں قوم کو جو نقصان پہنچا ہے۔ وہ اسی لئے پہنچا ہے۔ کہ وہ سود نہیں لیتی مسلمانوں کا ہزاروں لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ رائیگاں جاتا ہے ایک کہتا ہے کہ اخبار میں یہ آرٹیکل نہ لکھا۔ تو کچھ نہیں۔ دوسرا کہتا ہے یہ رسالہ نہ ہوا تو کچھ بھی نہ ہوگا۔ قوم میں اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اسی راہ سے ہوگی۔ غرض جو جس کے جی میں آتا ہے کہہ دیتا ہے۔

میں نہیں کہتا ہوں کہ یہ نجات کی راہیں نہیں ان باتوں سے کچھ نہ بنے گا۔ ایک ہی راہ ہے کہ حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو جب تک قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق تمہارا عملدرآمد نہ ہوگا اور اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے نہ رہو گے فنہل من مدّکر (ایڈیٹر) تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پس تفرقہ نہ کرو تم اعداء تھے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ایک ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آگ کے کنارے سے نکلے ہو۔ آئندہ اس آگ سے بچو۔

بحث خلافت

تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک کیا۔ پھر اس کے مرنے کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے۔ حق کسی کا تھا اور دے دیا گیا کسی اور کو۔ میں نے کہا کہ کسی رافضی کو جا کر کہہ دو کہ علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا ابوبکرؓ نے لے لیا میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا اخلاقی یا روحانی فائدہ پہنچا ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا۔ اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر حماقت کرو تو سخت حماقت ہے۔

میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور سفک الدم ہے مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا۔

کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے

اور اگر وہ ابیٰ اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لاٰدم کی طرف لے آئیگی۔ اور اگر ابلیس ہے۔ تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا۔ یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی۔ کہ وہ انارکسٹ لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنایا۔ رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں۔ مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ:۔

مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے

یہ وہ مسجد ہے جس نے میرے دل کو بہت خوش کیا اس کے بانیوں اور امداد کنندوں کے لئے میں نے بہت دعا کی ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں عرش تک پہنچی ہیں پس اس مسجد میں کھڑے ہو کر میں۔ نہ مجھے بہت خوش کیا اور اسی شہر میں آ کر اس مسجد میں آنے سے خوشی ہوتی ہے۔ میں اس کو ظاہر کرتا ہوں کہ جس طرح پر آدم و داؤد اور ابوبکر و عمر کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا۔ اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے۔ کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔

اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے۔ پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خاں کو کہہ دیں۔ پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب صاحب کا حق ہے یا ام المومنین کا حق ہے جو حضرت کی بیوی ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ ان کا حق کسی اور نے لے لیا۔ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ یہ سب کے سب میرے فرمانبردار اور وفادار ہیں۔ اور انہوں نے اپنا دعوےٰ ان کے سامنے پیش نہیں کیا۔ مجھے بدر کے ایک فقرہ سے بہت رنج ہوا کہ کوئی مرزا صاحب کا رشتہ دار نور الدین کا مرید نہیں۔ یہ سخت غلطی[1] ہے۔ جو کی گئی ہے۔ مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر۔ شریف نواب ناصر۔ نواب محمد علی خاں کرتا ہے

تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا

میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں ان کو خدا کی رضا کے لئے محبت ہے۔ بیوی صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سُنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں ایڈیٹر بدر کا فرض تھا۔ کہ وہ ایسی تحریر کی فوراً تردید کرتا اور لکھ دیتا کہ یہ جھوٹ ہے۔ میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے۔ اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں جس طرح پر علی۔ فاطمہ۔

[1] یہ فقرہ ایک عیسائی کا تھا اور اس کی تردید بذریعہ ضمیمہ دو نمبر اخبار کے اندر کر دی گئی ہے۔ ایڈیٹر۔

عباس نے ابوبکرؓ کی بیعت کی تھی اس سے بھی بڑھ کر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر فدا ہے۔ کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آ سکتا۔ کہ میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہو۔

سنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا۔ تب بھی میرا یہی لباس تھا میں امرا کے پاس گیا۔ اور معزز حیثیت میں گیا۔ مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مرید ہو کر بھی میں اسی حالت میں رہا۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا۔ خدا تعالیٰ نے کیا۔ میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا۔ مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے۔ ان کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ اس اخبار کو جس نے ایسا غلط واقعہ لکھا ہے۔ اسے بھی تلافی کرنی چاہیئے۔ اور ایسے طور کہ ہمارے پیارے محمود اور اس کے بھائیوں سے پوچھ کر تلافی کرے میں کسی کا خوشامدی نہیں مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نہ تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہوں اور خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گزرے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے درمخفی خزانہ مجھے دیا ہے۔ کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا کفیل ہے۔ تم کسی کی کیا کفالت کرو گے۔ واللّٰہ الغنی وانتم الفقراء۔

جو سنتا ہے وہ سن لے اور خوب سن لے اور جو نہیں سنتا اس کو سننے والے پہنچا دیں کہ:۔

یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے

اس سے توبہ کر لو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔ (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

"یہ رفض کا شبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو۔ یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہیئے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہو گیا۔ کوئی کہتا ہے کہ خلیفہ کرتا ہی کیا ہے لڑکوں کو پڑھاتا ہے ...... کوئی کہتا ہے کہ کتابوں کا [illegible]

ناپاک لغتیاں مجھ پر لعنتیں ہو مجھ پر نہیں یہ خدا پر ہیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔ یہ لوگ ایسے ہی ہیں جیسے رافضی ہیں۔ جو ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں۔

غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں۔

حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔

اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے۔ عربی میں کفر انکار ہی کو کہتے ہیں۔ ایک شخص اسلام کو مانتا ہے اسی حصہ میں اس کو اپنی قریبی سمجھ لو جس طرح یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو۔ اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہ کا کرتے ہیں۔

. . . .

آدم اور داؤد کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا اور پھر اپنی سرکار کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جس طرح ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے **مرزا صاحب کے بعد خلیفہ** کیا۔ اب اور سنو

انا جعلنٰکم خلائف فی الارض

تم سب کو بھی زمین میں اللہ تعالیٰ نے ہی خلیفہ کیا۔ یہ خلافت اور رنگ کی ہے۔ پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے۔ کہ اس کے کام میں روک ڈالے۔

اگر مان لیا ہے تو شکر کرو۔ اور نہیں تو صبر کی دوا موجود ہے۔ میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے اس رقعہ کو دیکھ کر سمجھاتا ہوں کہ **خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں**۔ تم اس بکھیڑے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے۔ اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا **تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا**۔

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تو خلافت کا نام نہ لو **مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے**۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔

دیکھو! میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے

میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کر لو۔

کبھی کبھی مجھے ان حالتوں کو دیکھ کر بد دعا کا جوش آتا ہے۔ مگر پھر رحم سے کام لیتا ہوں۔ توبہ کر لو۔ **ہماری زندگی میں چھوڑ دو۔**

تھوڑے دن صبر کرو پھر جو پیچھے آئے گا اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا۔

سنو! تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔ اول اُن امور اور مسائل کے متعلق ہیں جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے۔

جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا **یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا**۔ ان پر رائے زنی نہ کرو۔ جن پر ہمارے امام و مقتدا نے قلم نہیں اٹھایا تم اُن پر جرأت نہ کرو۔ ورنہ تمہاری تحریریں ردی کا غذ ردی کر دیں گے؟ (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

---

* آسان ہے مگر اس کا نگلنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفے کے انتخابات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے میں تم پر بڑا حسن ظن رکھتا ہوں میں نے لا الہ الا محمد رسول اللہ کبھی تمہارے محرروں سے بھی دریافت نہیں کیا کہ تم لوگ کس طریق کام کرتے ہو؟ (بدر ۲۱ر اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ نمبر ۱۲)

بقیہ صفحہ ۲

وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جن کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا۔ اور ادھر ۱۴۔ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا اب جو اجماع کا خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے۔ چنانچہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولیٰ ونصله جهنم وساءت مصیرا میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ واقعی ۱۴ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے۔ اور ان کی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا۔ اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزارہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔ تو کیا خدا تعالیٰ نے ساری قوم کا بیڑا غرق کرے گا ہرگز نہیں بلکہ وہ ان شاء اللہ انہیں ساحل مراد پر پہنچا دے گا۔ اڈیٹر! پس تم کان کھول کر سنو۔ اگر اب اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فاعقبهم نفاقا فی قلوبهم کے مصداق ہو گے۔ میں نے تمہیں کیوں سنایا اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں۔ جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

خدا پر بھروسہ "خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ۔ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور میرا بھی کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو"

نصیحت "پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں پھر نصیحت کرتا ہوں پھر نصیحت کرتا ہوں پھر نصیحت کرتا ہوں پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں پھر کرتا ہوں پھر پھر پھر کرتا ہوں کہ آپس کے تباغض و تحاسد کو دور کر دو یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو اور جو مجھے نصیحت کرنے میں وقت خرچ کرنا ہے وہ دعا میں خرچ کرو۔ اور اللہ سے اس کا فضل چاہو تمہارے دشمنوں کا اثر مجھ پر نہیں ہوگا اب کر کھو کر رکھو ہر ایک کام کو دھر دیں اپنی بڑائی کے لئے نہیں کہتا بلکہ تمہارے ہی بھلے کے لئے کہتا ہوں۔"

* "جلد بازی سے کوئی فقرہ منہ سے نکالنا بہت

جماعت احمدیہ میں پہلا یوم خلافت

اور

منکرین خلافت کی ریشہ دوانیوں کا آغاز

ذیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی تصنیف "سلسلہ احمدیہ" سے ایک حصہ درج کیا جاتا ہے۔ جس میں حضرت ممدوح نے ایک مورخ کی حیثیت سے ان تمام واقعات و حالات کو مختصر مگر جامع طور پر بیان فرمایا ہے۔ جس میں حضرت خلیفہ اولؓ کے متفقہ انتخاب اور بعد میں پیغامی خیالات کے لوگوں کی خلافت کے خلاف ریشہ دوانیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ امید ہے کہ اس کا مطالعہ اصل حالات سے آگاہی کے لئے مفید ہوگا۔ ——— (ایڈیٹر)

جماعت احمدیہ میں پہلے خلیفہ کا انتخاب

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر تمام جماعت نے متفقہ اور متحدہ طور پر حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ اور جانشین منتخب کیا۔ یہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے۔ یہ تقرر اسلامی طریق پر انتخاب کی صورت میں ہوا تھا۔ یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر قادیان اور بیرونجات کے جو احمدی تھے اور ان میں جماعت کا جید حصہ شامل تھا۔ انہوں نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا خلیفہ منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر اطاعت اور اتحاد کا عہد باندھا تھا۔ اس انتخاب اور اس بیعت میں صدر انجمن احمدیہ کے جملہ ممبران اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کے جملہ افراد اور تمام حاضر الوقت احمدی اصحاب شریک و شامل تھے۔ اور کسی ایک فرد واحد نے بھی حضرت مولوی صاحب کی خلافت کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے بعد نہ صرف جماعت احمدیہ کا بلکہ صدر انجمن احمدیہ کا بھی پہلا اجماع خلافت کی تائید میں ہوا۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے رشتہ داروں میں سے نہیں تھے جماعت کے بزرگ ترین اصحاب میں سے تھے اور اپنے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت میں جماعت کے اندر عدیم المثال حیثیت رکھتے تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی سب سے اول نمبر پر بیعت کی تھی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ آپ کو اپنے خاص الخاص دوستوں اور محبوں میں شمار کرتے تھے اور تمام جماعت احمدیہ پر آپ کا ایک خاص اثر اور رعب تھا۔ حضرت مولوی صاحب دینی علم میں کامل ہونے کے علاوہ علم طب اور دیگر علوم مشرقیہ میں نہایت بلند پایہ رکھتے تھے۔ اور قادیان آنے سے قبل مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کے دربار میں بطور شاہی طبیب کام کر چکے تھے۔

حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ پر جماعت احمدیہ نے پہلی بیعت حضرت مسیح موعودؑ کے اس باغ میں کی تھی۔ جو بہشتی مقبرہ کے قریب ہے اور وہیں حضرت مولوی صاحب کی قیادت میں حضرت مسیح موعودؑ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بیعت کے بعد حضرت مولوی صاحب نے ایک نہایت مؤثر اور درد انگیز تقریر فرمائی۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جماعت کو اس کی بھاری ذمہ واریاں یاد دلائیں۔ اور فرمایا کہ ظاہری اسباب میں سے ان ذمہ واریوں کے ادا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے کہ جماعت اپنے اتحاد کو قائم رکھ کر اس عظیم الشان کام کو جاری رکھے جسے حضرت مسیح موعودؑ نے شروع کر رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے خلیفہ بننے یا جماعت کو اپنے پیچھے لگانے کی کوئی خواہش نہیں تھی۔ بلکہ میں چاہتا تھا کہ کوئی اور شخص اس بوجھ کو اٹھائے مگر اب جبکہ آپ لوگوں نے مجھے خلیفہ منتخب کیا ہے۔ تو اس انتخاب کو خدا کی مرضی یقین کرتے ہوئے میں اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں لیکن یہ ضروری ہوگا کہ آپ لوگ میری پوری پوری اطاعت کریں تاکہ جماعت کے اتحاد میں فرق نہ آئے اور ہم سب مل کر اس کشتی کو آگے چلا سکیں جو خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ دنیا کے متلاطم سمندر میں ڈوبتے ہوؤں کو بچانے کے لئے ڈالی ہے۔

جماعت پھر ایک جھنڈے کے نیچے

قادیان کی بیعت خلافت کے بعد جوں جوں بیرونجات کی جماعتوں اور دوستوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات اور حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت کی اطلاع پہنچی سب نے بلا استثناء اور بلا تامل حضرت خلیفہ اولؓ کی اطاعت قبول کی۔ اور ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں جماعت احمدیہ کا ہر متنفس خلافت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ:-

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے" (الوصیت)

یہ نظارہ سلسلہ احمدیہ کے دشمنوں کے لئے نہایت درجہ روح فرسا تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ بس اب اس سلسلہ کے مٹنے کا وقت آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو پھر ایک ہاتھ پر جمع کر کے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ یہ پودا خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے اور کسی انسان کو طاقت نہیں کہ مٹا سکے۔

جماعت میں انشقاق کا بیج

مگر جہاں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر خدا نے اپنی قدیم سنت کے مطابق آپ کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال کر اپنی قدرت ثانیہ کا ثبوت دیا۔ وہاں تقدیر کے بعض دوسرے نوشتے بھی پورے ہونے والے تھے چنانچہ ابھی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ بعض لوگوں نے جن کے ہاتھ پر اس فتنہ کا بیج بونا مقدر تھا مخفی مخفی اندر آہستہ آہستہ یہ سوال اٹھانا شروع کیا۔ کہ دراصل حضرت مسیح موعودؑ کا یہ منشاء نہیں تھا کہ آپ کے بعد جماعت میں کسی واجب الاطاعت خلافت کا نظام قائم ہو بلکہ آپ کا منشاء یہ تھا کہ سلسلہ کا سارا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ میں رہے جس کی آپ نے اسی غرض سے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بنیاد رکھی تھی۔ پس اگر کسی خلیفہ کی ضرورت ہو بھی تو وہ صرف بیعت لینے کی غرض سے ہوگا اور انتظام کی ساری ذمہ واری صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ میں رہے گی۔

اس سوال کی ابتداء صدر انجمن احمدیہ کے بعض ممبروں کی طرف سے ہوئی تھی جن میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی لاہور زیادہ نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ ان اصحاب اور ان کے رفقاء نے خفیہ خفیہ اپنے دوستوں اور ملنے والوں میں اپنے خیالات کو پھیلانا شروع کر دیا۔ اور ان کی بڑی دلیل یہ تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت میں خلافت کا ذکر نہیں ہے اور یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی ایک غیر مطبوعہ تحریر میں صدر انجمن احمدیہ کے حق میں اس قسم کے الفاظ لکھے ہیں کہ میرے بعد اس انجمن کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ وغیر ذالک۔ دلوں کا حال تو خدا جانتا ہے مگر ظاہر حالات پر اندازہ کرتے ہوئے اس سوال کے اٹھانے والوں کی نیت اچھی نہیں سمجھی جا سکتی تھی کیونکہ:-

اول جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے اس سوال کے اٹھانے والے صدر انجمن احمدیہ ہی کے بعض ممبر تھے اور یہ ظاہر ہے کہ انجمن کے طاقت میں آنے سے خود ان کو طاقت حاصل ہوتی تھی۔

دوم حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ اپنے سب سے پہلے فیصلہ میں اتفاق رائے کے ساتھ یہ قرار دے چکی تھی کہ جماعت میں ایک واجب الاطاعت خلیفہ ہونا چاہیئے۔ پس اگر بالفرض حضرت مسیح موعودؑ کی کسی تحریر کا یہ منشاء تھا بھی کہ میرے بعد انجمن کا فیصلہ قطعی ہوگا تو صدر انجمن احمدیہ خلافت کے حق میں فیصلہ کر کے خود خلافت کو قائم کر چکی تھی۔ اور جن اصحاب نے اب خلافت کے خلاف سوال اٹھایا تھا وہ سب اس فیصلہ میں شریک تھے اور اس کے مؤید و حامی تھے پس اس جہت سے بھی یہ نیا پراپیگنڈا ایک دیانتداری کا فعل نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔

سوم یہ بات قطعاً غلط تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں خلافت کا ذکر نہیں کیا بلکہ جیسا کہ ہم الوصیت کا ایک اقتباس اوپر درج کر چکے ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے صراحت اور تعیین کے ساتھ خلافت کا ذکر کیا تھا بلکہ حضرت ابو بکرؓ کی مثال دیکر بتایا تھا کہ ایسا ہی میرے سلسلہ میں ہوگا اور یہ تصریح کی تھی کہ میرے بعد نہ صرف ایک خلیفہ ہوگا بلکہ خلافت کا ایک لمبا سلسلہ چلیگا اور متعدد افراد قدرت ثانیہ کے مظہر ہوں گے۔ پس ایسی صراحت کے ہوتے ہوئے یہ دعویٰ کس طرح دیانتداری پر مبنی سمجھا جا سکتا تھا کہ الوصیت میں خلافت کا ذکر نہیں۔

چہارم غالباً سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ تھا کہ اس سوال کے اٹھانے والوں نے کھلے طور پر اس سوال کو نہیں اٹھایا بلکہ حضرت

خلیفہ اول رضؓ سے مخفی رکھ کر خفیہ خفیہ پراپیگنڈا کیا جو یقیناً اچھی نیت کی دلیل نہیں ہے۔

مندرجہ بالا وجوہات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اصحاب کی نیت صاف نہیں تھی۔ اور یہ ساری کوشش محض اپنے آپ کو خلافت میں لانے یا کسی دوسرے کی ماتحتی سے اپنے آپ کو بچانے کی غرض سے تھی۔ ان کا یہ عذر کہ یہ جمہوریت کا زمانہ ہے اور ہم سلسلہ کے اندر جمہوری نظام قائم کرنا چاہتے ہیں یا تو محض ایک بہانہ تھا اور یا پھر یہ اس بات کی دلیل تھی کہ یہ اصحاب سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہو جانے کے باوجود سلسلہ کی اصل غرض و غایت اور اس کے مقصد ومنتہیٰ سے بے خبر تھے۔ اور اسے ایک محض دنیوی نظام سمجھ کر دنیا کے سیاسی قانون کے ماتحت لانا چاہتے تھے۔ گو یہ علیحدہ بات ہے کہ دنیا کا سیاسی قانون بھی کلی طور پر جمہوریت کے حق میں نہیں ہے۔ پس اس فتنہ کے کھڑا کرنے والوں نے ایک نہایت بھاری ذمہ داری کو اپنے سر پر لیا اور بھلا کر ہرگز بدرہ جماعت میں انشقاق و افتراق کا بیج بویا۔ اور اپنے نفسوں کو گرانے کی بجائے خدا کی قدیم سنت اور اسلام کے صریح حکم اور حضرت مسیح موعودؑ کی واضح تعلیم کو پس پشت ڈال دیا۔ ممکن ہے کہ یہ اصحاب اپنی جگہ اپنی نیت کو اچھا سمجھتے ہوں اور دھوکا خوردہ ہوں اور ہم بھی اس بات کے مدعی نہیں کہ ہم نے ان کا دل چیر کر دیکھا ہے مگر ان تھوس حالات میں جو اوپر بیان کئے گئے ہیں دھوکا خوردہ ہونے کی صورت میں بھی ان کی بدقسمتی کا بوجھ کچھ کم نہیں ہے۔ اے کاش وہ ایسا نہ کرتے!!!

جب ان خیالات کا زیادہ چرچا ہونے لگا اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کو سارے حالات پہونچے تو آپ نے جماعت میں ایک فتنہ کا دروازہ کھلتا دیکھ کر اس معاملہ کی طرف فوری توجہ فرمائی۔ اور ۳۱ر جنوری ۱۹۰۹ء بروز اتوار جماعت کے سرکردہ ممبروں کو قادیان میں جمع کر کے مسجد مبارک میں ایک تقریر فرمائی جس میں مسئلہ خلافت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر جماعت کو بتایا کہ اصل چیز خلافت ہی ہے جو نظام اسلامی کا ایک اہم اور ضروری حصہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے بھی خلافت ہی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ ایک عام انتظامی انجمن ہے۔ جسے خلافت کے منصب سے کوئی تعلق نہیں۔ اور پھر یہ کہ خود انجمن بھی اپنی سب سے پہلی قرارداد میں خلافت کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اس موقعہ پر آپ نے حاضرین کو جن میں منکرین خلافت کے سرکردہ اصحاب شامل تھے نصیحت بھی فرمائی کہ دیکھو حضرت مسیح موعودؑ کے اس قدر جلد بعد جماعت میں اختلاف اور افتراق کا بیج نہ بو اور جس جھنڈے کے نیچے تمہیں خدا نے جمع کر دیا ہے اس کی قدر کرو۔

آپ کی یہ تقریر اس قدر دردناک اور رقت آمیز تھی کہ اکثر حاضرین بے اختیار ہو کر رونے لگے۔ اور منکرین خلافت نے بھی معافی مانگ کر اپنے آپ کو پھر خلافت کے قدموں پر ڈال دیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان اصحاب کی اندرونی بیماری اس سے بہت زیادہ گہری تھی جو سمجھی گئی تھی۔ کیونکہ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ظاہر ہوا کہ مؤیدین انجمن کا مخفی پراپیگنڈا بدستور جاری ہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ زور دں پر ہے۔ چونکہ یہ لوگ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر چکے تھے اور اس سے پیچھے ہٹنا مشکل تھا۔ اس لئے اب آہستہ آہستہ انہوں نے یہ بھی کہنا شروع کیا کہ ہمیں حضرت مولوی صاحب کی امامت پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور وہ اپنی قابلیت اور ذاتی علم وفضل سے ویسے بھی واجب الاحترام اور واجب الاطاعت ہیں۔ مگر ہمیں اصل فکر آئندہ کا ہے کہ حضرت مولوی صاحب کے بعد کیا ہوگا کیونکہ ہم مولوی صاحب کے بعد کسی اور شخص کی قیادت کو خلافت کی صورت میں قبول نہیں کر سکتے۔ افسوس ہے کہ ان کا یہ عذر بھی دیانت داری پر مبنی نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ متعدد تحریری شہادات سے ثابت ہے ان اصحاب نے اپنے خاص الخاص حلقہ میں خود حضرت خلیفہ اول رضؓ کی ذات کے خلاف بھی پراپیگنڈا شروع کر رکھا تھا۔ مگر بہرحال اس وقت ان کا ظاہر قول یہی تھا کہ ہمیں اصل فکر آئندہ کا ہے کہ پیچھے تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اب کم از کم آئندہ یہ خلافت کا سلسلہ جاری نہ رہے۔

اس قول میں ان کا اشارہ حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (موجودہ امام جماعت احمدیہ) کی طرف تھا جن کی قابلیت اور تقویٰ طہارت کی وجہ سے اب آہستہ آہستہ لوگوں کی نظریں خود بخود اس طرف اٹھ رہی تھیں کہ حضرت مولوی صاحب کے بعد وہی جماعت کے خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد سے گویا منکرین خلافت کی پالیسی نے دوہرا رخ اختیار کر لیا۔ اول یہ کہ انہوں نے اس بات کا پراپیگنڈا جاری رکھا کہ جماعت میں اصل چیز انجمن ہے نہ کہ خلافت دوم یہ کہ انہوں نے ہر رنگ میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو نیچا کرنے اور جماعت میں بدنام کرنے کا طریق اختیار کر لیا تاکہ اگر جماعت خلافت کے انکار کے لئے تیار نہ ہو تو کم از کم وہ خلیفہ نہ بن سکیں۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بار بار حلف اٹھا کر کہا کہ میرے وہم وگمان میں بھی خلیفہ بننے کا خیال نہیں ہے اور ایک خلیفہ کے ہوتے ہوئے آئندہ خلیفہ کا ذکر کرنا ہی ناجائز اور خلاف تعلیم اسلام ہے پس خدا کے لئے اس قسم کے ذاتی سوالات کو اٹھا کر جماعت کی فضا کو مزید مکدر نہ کرو۔ مگر ان خدا کے بندوں نے ایک نہ سنی اور حضرت مولوی صاحب کی زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے اس دوہرے پراپیگنڈے کو جاری رکھا۔ بلکہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے خلاف بھی اپنے خفیہ طعنوں کے سلسلہ کو چلاتے چلے گئے۔

اس عرصہ میں حضرت خلیفہ اول رضؓ نے بھی متعدد موقعوں پر خلافت کی تائید میں تقریریں فرمائیں۔ اور طرح طرح سے جماعت کو سمجھایا کہ خلافت ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے جسے اسلام نے ضروری قرار دیا ہے اور خدا تعالیٰ اسی نظام کے ذریعہ نبی کے کام کو مکمل فرمایا کرتا ہے اور ہر نبی کے بعد خلافت ہوتی رہی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے بعد خلافت کا وعدہ فرمایا تھا۔ اور یہ کہ گو بظاہر خلیفہ کا تقرر مومنوں کے انتخاب سے ہوتا ہے۔ مگر دراصل اسلامی تعلیم کے ماتحت خلیفہ خدا بناتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اب جب سلسلہ احمدیہ میں خلافت کا نظام عملاً قائم ہو چکا ہے اور تم ایک ہاتھ پر بیعت کر چکے ہو تو اب تم میں یا کسی اور میں یہ طاقت نہیں ہے کہ خدا کی مشیت کے رستے میں حائل ہو اور فرمایا کہ جو قمیص مجھے خدا نے پہنائی ہے وہ میں اب کسی صورت میں اتار نہیں سکتا۔ مگر افسوس کہ منکرین خلافت کا پراپیگنڈا ایسی نوعیت اختیار کر چکا تھا کہ ان پر کسی دلیل کا اثر نہیں ہوا۔ اور بظاہر حضرت خلیفہ اول رضؓ کی بیعت کے اندر رہتے ہوئے انہوں نے خلافت کے خلاف اپنی خفیہ کارروائیوں کو جاری رکھا۔ لیکن حضرت خلیفہ اول رضؓ کی تقریروں سے ایک عظیم الشان فائدہ ضرور ہو گیا اور وہ یہ کہ جماعت کا کثیر حصہ خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات اور اس کے خداداد منصب کو اچھی طرح سمجھ گیا اور ان گم گشتہ راہ کے ساتھ ایک نہایت قلیل حصہ کے سوا اور کوئی نہ رہا۔ اور جب ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات ہوئی تو بعد کے حالات نے بتا دیا کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی مسلسل اور ان تھک کوششوں نے جماعت کو ایک خطرناک گڑھے میں گرنے سے محفوظ رکھا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کا یہ ایسا جلیل القدر کارنامہ ہے کہ اگر اس کے سوا آپ کے عہد میں کوئی اور بات نہ بھی ہوتی تو پھر بھی اس کی شان میں فرق نہ آتا۔

صفحہ ۱ کا بقیہ

پاک کر ڈالو نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر۔ اپنی عزت چھوڑ کر۔ اپنا مال چھوڑ کر۔ اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھاؤ گے تو ایک پیارے بچے کی طرح

خدا کی گود میں آجاؤ گے

اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔" (رسالہ الوصیت مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

درخواستہائے دعا

(۱) حضرت عرفانی صاحب دکن میں اور حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی ربوہ میں سخت بیمار ہیں (۲) مکرم منشی محمد عبداللہ صاحب صدر جماعت بھدرواہ پیٹ کی بیماری کی وجہ سے زیادہ بیمار رہے درست ان سب کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار ملک صلاح الدین قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خلافت
اور معاندین خلافت حقہ کی عداوت

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

تاریخی مطالعہ

تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ مخالفین نے ہمیشہ انبیاء اور ان کے خلفاء کا شدید مقابلہ کیا ہے۔ یہود نے مخالفت کا جو جو طریق اختیار کیا۔ قرآن کریم نے اُسے بالتفصیل بیان کیا ہے۔ اسی طرح نصاریٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جو معاندانہ رویہ اختیار کیا ہے وہ امتداد زمانہ کے باوجود آج تک چلتا جارہا ہے۔ اور اس سے کسی کو انکار نہیں کہ قرآن کریم نے ان کے متعلق بھی کافی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے حتیٰ کہ قرآن کریم نے کتب سماوی میں تحریف کا بھی ذکر کیا ہے۔ خلافت سے متعلق شیعوں، خارجیوں اور رافضیوں کی عداوت جس شد و مد سے ظاہر ہوئی اس سے تاریخ اسلامی بھری پڑی ہے۔ خارجیوں نے تو خلافت ہی کو جواب دے دیا۔ اور شیعوں نے حضرت علیؓ کے متعلق خلیفہ بلا فصل کا مسئلہ کھڑا کر کے حضرات ثلاثہ کی خلافت سے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ آج تک ان کے متعلق تبرّا بازی سے کام لے رہے ہیں۔

خلافت احمدیہ سے اہل پیغام کی عداوت

غیر احمدیوں نے جو رویہ تکفیر و تکذیب میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اختیار کیا اس سے کسی احمدی کہلانے والے کو انکار نہیں۔ یہی حال ہمارے پیغامی دوستوں کا ہے۔ انہوں نے خلافت کے خلاف زور لگانے میں کوئی ایسا طریقہ نہیں چھوڑا جو پہلوں نے اختیار نہ کیا ہو۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ احمدیت کی خصوصیت سے ہی انکار کر دیا بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں تفرقہ ڈال کر اسے اغیار کی نظروں سے گرانے اور رسوا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا بلکہ وہ جماعت کو بدنام کرنے اور سب و شتم اور طعن و تشنیع میں پہلوں سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں

بہتان طرازی

دشنام دہی اور بہتان طرازی میں انہوں نے پہلوں کے کان کاٹ ڈالے ہیں۔ جماعت کی طرف ایسی ایسی انہونی باتیں منسوب کی ہیں جن کا اس کے ساتھ دور کا بھی کوئی واسطہ نہ تھا۔ انہوں نے ایسی ایسی غلط بیانیوں اور جھوٹوں سے کام لیا ہے کہ ان مثلاً ان کے امیر نے جماعت احمدیہ کی طرف یہ افتراء منسوب کیا ہے کہ

"خوب یاد رکھو کہ قادیان والوں نے کلمہ طیبہ کو منسوخ کر دیا ہے اس میں تمہارے دل میں شک نہیں ہونا چاہیئے؟"

(پیغام صلح ۱۲ رمئی ۱۹۷۳ء)

جو شخص ایک جماعت کا امیر کہلا کر اس قدر کذب بیانی سے کام لیتا ہے اس سے اور کسی امر کی توقع نہیں ہو سکتی؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں تحریف

ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں تحریف سے بھی دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب خسر جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب مجدد اعظم کی پہلی جلد صفحہ ۱۵۲ میں حضرت مسیح موعود کی ایک عبارت میں تحریف کر کے اسے تریاق القلوب کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ حضرت اقدس تریاق القلوب میں نہایت صاف الفاظ میں یہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"یہ پیشگوئی تین کو چار کرنیوالے کی جو پہلے ۲۰ فروری کے اشتہار میں شائع ہوئی اور بعد میں تین لڑکوں میں محمود، بشیر، شریف کے پیدا ہو جانے کے بعد انجام آتھم اور ضمیمہ میں خدا نے پھر اطلاع دی کہ وہ تین کو چار کرنے والا یعنی مصلح موعود اب آئے گا!"

کوئی ہمیں یہ عبارت تریاق القلوب سے نکال کر دکھائے۔

صرف اسی قدر نہیں بلکہ عیسائیوں کی طرح ان کا دن رات کا یہی شیوہ ہو چکا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی تحریرات میں قطع و برید کر کے ان کا مطلب بگاڑ کر لوگوں کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ جس طرح عیسائیوں نے یہ مشغلہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات کو طرح طرح کے اتہامات و الزامات کا نشانہ بناتے رہتے ہیں اور اس میں اپنی کامیابی کا راز مضمر سمجھتے ہیں اسی طرح اہل پیغام بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات کے خلاف زہر اُگلنا سلسلہ کی ناکامی کا سب سے بڑا ذریعہ قرار دے کر اور اس سے کام لے کر اسے اپنی عظیم الشان کامیابی و فتح خیال کرتے ہیں اور اس بارہ میں وہ حد سے زیادہ بے باک ہو چکے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے۔ وہ یہ سوچنے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ انہوں نے مخالفین انبیاء و خلفاء کا شیوہ اپنا لیا ہے وہ یہود و نصاریٰ نیز غیر احمدیوں اور شیعوں اور خارجیوں کی خصلتوں کو تمثال ہو چکے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلے جا رہے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ان کو حق و صداقت سے کوئی غرض نہیں رہی ورنہ حق و باطل میں فیصلہ کرنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسی سلسلہ اور حق کے مقابلہ میں

ایسے گروہ کا ہونا ضروری ہے

کیونکہ تاریکی کے بغیر روشنی کی حقیقت اور قدر معلوم نہیں ہو سکتی۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون و ہامان۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مقابلہ پر یہود اسکریوطی۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ پر ابوجہل اور اس کے ساتھی ایسے ہی خلافت راشدہ کے خلاف شیعہ و خارجی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ پر مولوی نذیر حسین و شیخ بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری نہ ہوتے تو حضورؑ کی صداقت اس طرح نہ چمکتی جس طرح کہ ان کی مخالفتوں کے نتیجہ میں چمکی۔ اسی طرح پیغامی حضرات مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب اور ان کے ساتھی نہ ہوتے تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت اور آپ کے کارنامے دنیا پر اس طرح نمایاں ہو کر چمک نہ دکھلاتے جس طرح ان کی مخالفت کے نتیجہ میں اب دکھلا رہے ہیں۔ پس اگرچہ ان کا وجود سلسلہ احمدیہ کے لئے ایک لحاظ سے ننگ و عار کا موجب ہے۔ مگر دوسرے پہلو سے فائدہ مند بھی ہے۔ ان کا وجود ہماری جماعت کے لئے ایسے ہی ہے۔ جیسا کہ مہذب ملکوں کی پارلیمنٹوں میں

حزب مخالف

کا ہوتا ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ وہاں حزب مخالف ان کے اندر رہ کر اپنا کام کرتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو نکال کر باہر پھینک دیا اور اپنی جماعت کو ان کے سڑے گلے حصہ سے پاک کر دیا ہے۔ جسم کے اندر کئی قسم کے گندے اور زہریلے مواد پیدا ہو جاتے ہیں جن کا جسم سے نکل جانا ہی اس کی سلامتی و صحت کی دلیل ہوتا ہے اگر ایسے مواد جسم کے اندر ہی رہ جائیں تو اس کی صحت کو برباد کر دیں۔ ان کا نکل جانا بتاتا ہے کہ جسم کے اندر ایسی طاقت موجود ہے جو ان کا مقابلہ کر کے ان کو رفع کر سکتی ہے۔ اور ان کو اندر رکھ کر جسم کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اور وہ اپنا کام کر رہی ہے بیکار نہیں ہو گئی۔ مخالفوں کی مخالفت ہمیشہ کھاد کا کام دیا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ :۔

جہاں ہماری مخالفت ہے وہاں ترقی کی بھی امید ہے اور جہاں مخالفت نہیں وہاں ترقی بھی نہیں ہو سکتی۔

پس اہل پیغام کی مخالفت سلسلہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی بلکہ وہ اُلٹی سلسلہ کی ترقی اور اس کی چمک کو نمایاں کرنے کا ذریعہ ہے دراصل یہ گروہ ہمارے سلسلہ کی بیداری کا بھی باعث بنتا رہتا ہے۔ پس ان کی مخالفت سلسلہ کا کچھ بگاڑنے کی بجائے اس کے فائدہ کا موجب ہو جاتی ہے۔ اور نئے آنے والے اپنے اور بیگانے حقیقت حال سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔

آج ضرورت تھی۔ کہ نئی پود کو سابقہ ہسٹری سے آگاہی ہوتی اور آئندہ کے لئے خلافت کے متعلق پوری صحیح پوزیشن سامنے آتی تاکہ کل کو ان کے لئے راستہ صاف ہو جاتا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے یہ وہ ذن کام کر دیئے اور پرانوں کو ہوشیار اور نئی نسل کو آئندہ اس قسم کے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کر دیا۔ پس ہم ان کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ وہ جس قدر زور لگا سکتے ہیں لگائیں اور کوئی تیر اپنے ترکش میں باقی نہ رہنے دیں۔ پھر دیکھیں کہ کیا وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا کچھ نقصان کر سکتے ہیں۔ اور کیا وہ ان کی معاندانہ کوششوں و منصوبوں کے نتیجہ میں ترقی کی طرف پہلے سے بڑھ کر تیزی کے ساتھ قدم بڑھاتا ہے یا نہیں۔ اور اس کی چمک پہلے سے زیادہ اُن کی آنکھوں کو خیرہ کرتی ہے یا نہیں۔ اور اس طرح خود ان کی اپنی شکست اور ذلت دنیا کے سامنے زیادہ سے زیادہ آتی ہے یا نہیں۔ پس وہ جس قدر بھی گند اچھالیں وہ سب اُلٹ کر انہیں پر پڑے گا۔ اور انہیں کی رسوائی

کا موجب ہوگا۔ اور وہ دنیا کو سلسلہ کی طرف سے بدظن کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے بلکہ ہمیشہ ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھیں گے یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے جو ہو کر رہے گی۔ اور اگر وہ چاہیں گے کہ اس ذلت سے اپنے آپ کو بچا لیں تو اس پر وہ قادر نہ ہو سکیں گے۔ وہ ایسے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ جہاں سے نکلنا اب ان کے بس سے باہر ہے ہاں انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ جسے بصیرت عطا کرے اور ہدایت کی طرف کھینچ لے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ ورنہ بحیثیت مجموعی ان کا اپنے معاد کی طرف لوٹنا ایک مشکل امر ہے

نرالا حزب مخالف

ساری دنیا کی حکومتوں کے حزب مخالف کا یہ دستور ہے کہ وہ ایک وقت تک مخالفت کرتا ہے۔ اور اکثریت اپنا فیصلہ صادر کر دیتی ہے تو اس کی مخالفت ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہے مگر [illegible] کی طرح پیغامی ایسا حزب مخالف ہے کہ اسے ساری دنیا سے اس فیصلہ کے ساتھ بھی اتفاق نہیں۔ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد خلافت کو تسلیم کیا اور ایک شخص کو چھ سال تک خلیفہ مانتے رہے مگر جب خلافت کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ تو اس سے بغاوت اختیار کرتے ہوئے لاہور میں جا کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تیار کر کے سابقہ انجمن کے بالمقابل ایک جعلی انجمن کا اعلان کر دیا۔ اب ہمیں یہ سمجھ نہیں آتا کہ جب ان کی عداوت حق اس قدر ترقی کر چکی ہے تو وہ جماعت کے سامنے کس منہ سے آ سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود اور خلافت

حضورؑ کے نزدیک انجمن اور خلیفہ کا مقام

اوّل تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی علامتوں کا ذکر کر کے الوصیت میں یہ تحریر فرما دیا کہ اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی اس سنت کو تبدیل کر دے۔

دوم یہ تحریر فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد دوسری قدرت آئے گی۔ اور وہ نہیں آ سکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں گویا اس کا آنا حضور کی وفات کے بعد مقدر تھا۔ حالانکہ انجمن اس وقت حضور کی زندگی ہی میں قائم ہو چکی ہوئی تھی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ انجمن اور خلیفہ دو الگ الگ وجود ہیں۔ انجمن کو خلیفہ قرار دینا اور خلیفہ کی ضرورت سے انکار کرنا حضرت اقدس کی تحریرات کے صریح خلاف ہے۔ مگر اہل پیغام اس امر کا کبھی جواب دینے کی زحمت گوارا فرمانا پسند نہیں فرماتے۔ حالانکہ انجمن کی موجودگی میں ایک خلیفہ کو ماننا کرا سے الوصیت کا مصداق

قرار دیتے رہے۔ اور خلیفہ کو انجمن پر حاکم اور انجمن کو اس کے ماتحت مانتے رہے اور انجمن کی جانشینی کو اس وقت خلافت کے دائرہ سے باہر قرار نہ دیا۔ اور خلیفہ کو واجب الاطاعت اور اس کے حکم کو انجمن کے لئے قطعی اور ضروری ٹھہرایا۔ اور تمام نئے اور پرانے احمدیوں کے لئے اس کی بیعت اسی طرح ضروری قرار دی جس طرح حضرت مسیح موعود کی۔ اور اس کی اطاعت کو ایسا ہی لازمی قرار دیا۔ جس طرح حضرت مسیح موعود کی اطاعت کو۔

علاوہ ازیں انجمن کی جانشینی محدود ہے وہ بے شک جانشین ہے۔ مگر صرف انہی کاموں میں جن میں وہ حضرت اقدسؑ کی زندگی میں تھی۔ اور جن میں اہل پیغام کے تسلیم کردہ خلیفہ کے زمانہ میں جانشین تھی اس نے اسے جس قسم کا جانشین سمجھا اور قرار دیا تھا اس سے زیادہ نہیں۔ پھر انجمن نے خود حضرت خلیفہ اولؓ کی خلافت کے زمانہ میں اپنے آپ کو ان کے ماتحت رکھ کر جانشین ظاہر کیا۔ پس انجمن خلیفۂ وقت کی ماتحتی میں بیشک حضرت مسیح موعود کی جانشین ہے۔ نہ کہ خلیفۂ وقت پر حاکم ہو کر۔

پھر یہ امر بھی غور طلب ہے کہ ان منکرین خلافت حقہ نے اپنے مقصد تو اصول کو بعد میں کیوں ترک کر دیا اور اب جب کہ ان کے نزدیک انجمن ہی کا فیصلہ قطعی ہے تو انجمن کی کثرت رائے کے فیصلہ کو کیوں رد کیا گیا۔ اور نہ صرف اس کے فیصلہ کو رد کیا گیا بلکہ اس کا بائیکاٹ کر کے اور اس سے سرکشی اختیار کر کے اس کے مقابلہ میں ایک باغی انجمن کھڑی کر کے اور وہ بھی مرکز سلسلہ اور خدا کے رسول کے تخت گاہ سے باہر معرض وجود میں لا کر حضرت اقدس کے ایک واضح ارشاد کی خلاف ورزی کر کے اپنی باطل پرستی پر مہر لگا دی۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ:۔

"یاد رہے کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس مقام کو برکت دی ہے۔"

(الوصیت)

ان کا حضور کے برکت والے مقام قادیان کو ترک کر کے دوسری جگہ حضور کی قائم کردہ انجمن کو چھوڑ کر نئی انجمن بنانا انجمن ہی کا نہیں بلکہ اس کی ضرورت کا انکار ہے۔ اور جماعت کی اکثریت صحابۂ مسیح موعودؑ کی اکثریت کے فیصلوں نیز اہل بیت کے اجماع کو رد کر دیا۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ اس انجمن کی اکثریت کے فیصلہ کو رد کر دیا **جس کے متعلق وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی جانشین ہے۔ اور اس کا فیصلہ قطعی و یقینی ہے۔**

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا اسی کا نام اصول پرستی ہے۔ طرہ یہ کہ اپنے منہ آپ میاں مٹھو بنتے ہوئے اپنے آپ کو اہل الرائے کہتے ہوئے ان کے ہونٹ سوکھے جاتے ہیں۔

منکرین خلافت کا عملی تضاد

ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے بعد کسی خلافت کی ضرورت نہیں اور دوسری طرف ایک خلیفہ کی بجائے وہ انجمن کو آپ کا خلیفہ قرار دیتے ہیں۔ گویا ایک خلیفہ کی بجائے بیک وقت کئی خلیفے قرار دے لیتے ہیں اور ان کا فیصلہ قطعی قرار دیتے ہیں۔ تیسری طرف جب وہی انجمن خلافت کے متعلق اپنا فیصلہ حسب سابق اثبات میں دیتی ہے تو اس سے کنارہ کشی کر جاتے ہیں۔ اور شاطرانہ چال یہ ہے کہ وہ دنیا کے سامنے ڈھنڈورا پیٹتے جاتے ہیں کہ کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں آپ کی جانشین انجمن ہے۔ اور اس کا فیصلہ قطعی اور یقینی ہے۔ ادھر حضرت اقدس کی اس قائم کردہ انجمن کا بائیکاٹ ہے۔ بلکہ ایک طرح حضورؑ کا بھی بائیکاٹ ہے۔ اور اس کے بعد انجمن کے فیصلے کو قطعی قرار دینے کی حقیقت ہی کیا رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے متعلق کیا خوب فرمایا کہ وہ کتاب کے بعض حصوں کا صاف انکار کر دیتے ہیں۔ یہی حال ہمارے پیغامی حضرات کا ہے کہ ایک طرف تو یہ رٹ لگا رکھی ہے کہ انجمن کا فیصلہ قطعی و یقینی ہے اور دوسری طرف انجمن کے فیصلوں کی وقعت ان کی نظر میں پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں بلکہ اسی انجمن ہی کو سرے سے اڑا کر نئی انجمن کا بت کھڑا کر لیا جاتا ہے۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور اور کھانے کے اور ان کے قول و فعل میں بجائے موافقت کے اختلاف ہے۔ وہ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ پس حقیقت یہ ہے کہ ان کی ان باتوں کا اعتبار ہی نہیں وہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اولؓ کے فیصلوں کو رد کر رہے ہیں۔ وہ خود اپنے فیصلوں و عملوں کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ وہ اپنے رویہ سے حضرت اقدس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ وہ اس کے آگے روڑے اٹکا رہے ہیں۔ وہ سلسلہ کو دنیا کی نظروں میں بدنام کر رہے ہیں وہ اصول احمدیت اور اس کی خصوصیات کو ترک کرتے جا رہے ہیں۔ پھر بھی دعویٰ ہے کہ وہ احمدی ہیں۔ وہ ایسے ہی احمدی ہیں جیسے شیعہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس درخت کی شاخ پر بیٹھے ہیں اس پر تبر چلا رہے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت اقدسؑ نے فرمایا تھا کہ:۔

"میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جاویں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے پس مقام خوف ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۶)

دائمی فلاح کا وعدہ

آیت استخلاف کے مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(الف) "اگر اس مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں تو کلام عبث ہو جاتا ہے کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا نہ صرف تیس برس تک اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔"

(شہادۃ القرآن ص۲۹)

(ب) "ان آیات (آیت استخلاف وغیرہا) کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو نہ سمجھ جائے کہ خدا تعالیٰ نے اس امت کے لئے **خلافت دائمی کا صاف وعدہ** فرمایا ہے اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا؟ اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ کے لئے ابواب سعادت مفتوح رکھے۔"

(شہادۃ القرآن ص۵۷)

(۳) پھر فرمایا:۔

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی

شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے آنحضرت صلعم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو بھی خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے۔ اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

اس سے بلا شبہ یہ امر ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود نبی کی وفات کے بعد جماعت کو خلیفہ کے ذریعہ سے سنبھال لیتا ہے اور اسے گرنے سے بچا لیتا ہے اور اس طرح وہ آپ اس کا حامی و ناصر ہو جاتا ہے۔

نئے خوارج و رافض کی نسبت پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت میں نئے پیدا ہونے والے خوارج و رافضیوں کی مزاحمت اور ناکامی و نامرادی کے متعلق حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں۔۔۔۔ اور ایسی صورت واقعہ ہے کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے۔ یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے اور اس میں فتنہ انداز ہے تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس ہیں اور شفقت و تودد سے مجھے فرماتے ہیں کہ یا علی دعھم و انصارھم و زراعتھم یعنی اے علی ان سے اور ان کے مددگاروں اور انکی کھیتی سے کنارہ کر اور ان کو چھوڑ دے اور ان سے منہ پھیر لے اور میں نے پایا کہ اس فتنہ کے وقت صبر کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مجھکو فرماتے ہیں اور اعراض کے لئے تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہی حق پر ہے۔ مگر ان لوگوں سے ترک خطاب بہتر ہے۔"

(تذکرہ ایڈیشن اول صفحہ ۲۰۸)

اہل پیغام نے اس کشف و الہام کو اپنے انکار خلافت اور اس کی مخالفت و مزاحمت سے صحیح ثابت کر کے اپنے ناحق پر ہونے کو ظاہر کر دیا۔ اور پھر حضور کے ایک دوسرے الہام کے ماتحت یزیدی الطبع ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر کے ماتحت قادیان سے نکالے گئے۔

جماعت احمدیہ میں سلسلہ خلافت کا اجراء

از روئے تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

علاوہ ازیں حضرت اقدس علیہ السلام حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۲ پر خلافت کے ذکر میں فرماتے ہیں:۔

"وقد اشیر فی بعض الاحادیث ان المسیح الموعود والدجال المعھود یظھران فی بعض البلاد الشرقیہ یعنی فی ملک الھند فقد یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الیٰ ارض دمشق۔"

پس حدیث و کلام حضرت اقدس علیہ السلام ہر دو سے خلیفہ کا وجود ثابت ہے۔ اسی طرح حضرت سبز اشتہار میں فرماتے ہیں کہ:۔

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و آئمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔"

(سبز اشتہار)

نیز الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا۔ اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔ اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھیرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔"

منکرین خلافت کا اپنا اقرار

اس کے بعد میں اس جگہ وہ اعلان درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو ان لوگوں نے خلافت کی ضرورت اس کے قیام اور اجراء اور اس کی الوصیت سے مطابقت نیز بیعت کی ضرورت کے متعلق خلافت اولیٰ میں حضرت خلیفہ اول کو خلیفہ مان کر اخبار میں کیا تھا۔ جو حسب ذیل ہے:۔

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعود مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب ۔۔۔۔۔۔ کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔"

(بدر مورخہ ۲ جون ۱۹۰۸ء)

شیخ رحمت اللہ۔ سید محمد حسین۔ مولوی محمد علی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ۔ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور۔ ڈاکٹر بشارت احمد خلیفہ رجب دین وغیرہ۔

بتایئے اب کیوں خلیفہ کا تقرر الوصیت کے خلاف ہو گیا۔ اور خلیفہ کی عدم ضرورت کا مسئلہ کس طرح درست ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ جس آنکھ نے اس وقت الوصیت میں خلافت کو دیکھا وہ آنکھ بعد میں نہ رہی۔ بلکہ عداوت محمود میں اندھی ہو گئی۔

—— (۲) ——

اس کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب کا اعلان درج کیا جاتا ہے۔ جو اس وقت انجمن کے سیکرٹری تھے انہوں نے لکھا تھا۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

اس اعلان میں خلیفہ اور جانشین دونوں لفظ موجود ہیں۔ سب نے بیعت بھی کی اور کیسا اعلان بھی کیا۔

(۳)

تیسرا اعلان انجمن کی طرف سے کیا گیا وہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

"اطلاع از انجمن

بہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبروں کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں۔"

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

مگر اس کے خلاف آج یہی کہا جاتا ہے کہ اول تو خلیفہ کی ضرورت ہی نہیں مگر ان کو سرکش رکھنا چاہتے ہیں۔

خلافت کے باغیوں کو حضرت خلیفہ اوّل رضی کی تنبیہات

جب خلافت اولیٰ کے زمانے میں بعض لوگوں نے نئے نئے کرشمے کئے اور اعلانوں کو بھی ٹھکرا دیا۔ اور سرکشی اور بغاوت کی راہ اختیار کی۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے انہیں سخت تنبیہات فرمائیں اور ان سے دوبارہ بیعت لی۔ اور خلیفہ کے باغیوں و نافرمانوں کے متعلق حضرت خلیفہ اول رض نے جو ارشادات فرمائے ان میں سے دو اقتباس پیش ہیں۔ فرمایا:

(۱) "یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی۔ رافضیوں کا عقیدہ ہے اس سے توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ ہو۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۲) "مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

دیکھا آپ نے یہ لوگ کس قدر ڈھیٹ ہو چکے ہیں نہ تو ان پر حق و صداقت کا کوئی اثر ہوتا ہے۔ اور نہ ہی تنبیہات کا۔

— ✦ — ✦ — ✦ —

پیشگوئی مصلح موعود اور غیر مبائعین

مصلح موعود کے متعلق حضرت اقدس کی پیشگوئیاں کس قدر صاف اور واضح ہیں۔ مگر انہوں نے ان کو بھی توڑ مروڑ کر رکھ دیا حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کے لئے ۹ سال کی میعاد خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر شائع کی اور اسے بار بار دہرایا اور اسے کبھی منسوخ قرار نہیں دیا مگر انہوں نے اسے بھی پس پشت ڈال دیا اور اس پیشگوئی کو چوتھی صدی پر جا ڈالا۔ حالانکہ حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھا ہے کہ

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

اس میں "ہے" اور "ہوگا" کے الفاظ نے اس معاملہ کو بالکل حل کر کے رکھ دیا۔ اور بتا دیا کہ وہ لڑکا اس وقت موجود ہے۔ اور آئندہ زمانہ میں خدا تعالیٰ کا محبوب بنے گا اور مصلح موعود کہلائے گا اور خلافت پر سرفراز ہوگا۔ مگر یہ لوگ اُسے گالیاں دیتے ہوئے نہیں تھکتے۔

حضرت خلیفہ اول رض کے نزدیک پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق

علاوہ دیگر بزرگان کے خود حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق صاف لکھ دیا کہ محمود ہی مصلح موعود ہے۔ چنانچہ حضرت پیر منظور محمد صاحب نے لکھا ہے کہ

"اس تحریر سے دو تین دن پہلے ۱۰ ستمبر کو میں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا کہ مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں۔ تو جناب حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔"

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رض نے اپنے قلم سے بھی یہ تحریر فرما دیا کہ

"یہ لفظ میں نے برادر منظور محمد سے کہے ہیں نور الدین ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۳ء"

اس سے بڑھ کر اور کیا وضاحت ہو سکتی ہے

مولوی محمد علی صاحب کا اقرار خلافت محمود کے متعلق

حضرت خلیفہ اول رض کی وصیت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا اقرار موجود ہے۔ تاریخ احمدیت کے اس اہم ترین واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب نے لکھا تھا کہ

"۱۹۱۱ء میں جو وصیت آپ (حضرت خلیفہ اول رض) نے لکھوائی تھی۔ اور جو بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا۔"
(رسالہ حقیقت اختلاف صفحہ ۶۹)

یہ وصیت آپ نے اپنی بیماری کے ایام میں لکھ کر شیخ تیمور کے سپرد کی تھی۔ جس کے بعد آپ کو صحت ہوگئی۔

حضرت امیر المومنین نے اس کے متعلق یہ نہایت دلچسپ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ

"اس وقت حضرت خلیفہ اول رض کی وفات ہو جاتی اور جماعت اس تحریر کے مطابق مجھے خلیفہ مان لیتی تو آپ کی اولاد یہ ڈینگیں مارتی پھرتی کہ ان کو خلافت ہمارے باپ نے دی ہے مگر خدا نے ان کو صحت دیکر مجھے اس لعنت سے بچا لیا۔"

بہر حال اس سے یہ امر تو بالوضاحت ثابت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رض آئندہ بھی خلافت کے حق میں تھے۔ اور اس کے لئے حضرت محمود کو اہل سمجھتے تھے نہ کسی اور کو؟

حضرت خلیفہ اول رض کی مقبول دعا

حضرت خلیفہ اول رض نے ۲۵ رجون عصر کے درس کے بعد خلافت کے لئے ایک دعا کی جو قبول ہو گئی۔ وہ دعا آپ کے الفاظ میں حسب ذیل ہے

"اس وقت میں نے ایک دعا کی جو میں سمجھتا ہوں قبول ہو گئی ...... ملّی اسلام پر بڑا تبر چل رہا ہے۔ مسلمان اول تو سست دوسرے دین سے بے خبر۔ تیسرے قرآن سے بے خبر رسول کریم کی سوانح عمری سے ہو بہو بے خبر۔ اس لئے دشمن ان کو کھائے جاتے تو ان میں ایک آدمی ایسا پیدا کر جس میں قوت جاذبہ ہو۔ قوت جاذبہ کے علاوہ پھر وہ کاہل و سست نہ ہو۔ ہمت بلند رکھتا ہو۔ باوجود قوت جاذبہ و ہمت بلند کے وہ پھر کمال استقلال رکھتا ہو۔ پھر تیسری دعا میں کرتا [illegible] تمام رضامندیوں کو اس نے پورا کیا ہو قرآن مجید اور صحیح احادیث سے باخبر ہو۔ پھر اس کو ایک جماعت بخش اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو۔ ان میں تباغض نہ ہو۔ ان جماعت کے لوگوں میں بھی جذب ہو ہمت بلند ہو استقلال ہو۔ وہ بھی قرآن و حدیث کے واقف ہوں اور اس پر کاربند ہوں ابتلاء تیری ذات پاک سے مقدر ہیں۔ پس ان ابتلاؤں میں ان کو ثبات عطا فرما۔ ابتلاء ایسے ہوں کہ مالا طاقۃ نہ ہوں اس شخص اور اس جماعت کی اولاد کو بھی ایسی ہی ترقی دے۔ مجھے یہ پتہ آ رہی ہے کہ میری دعا قبول ہوگئی۔"

سبحان اللہ کس قدر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے حضرت خلیفہ اول کے دل میں ایک دعا خلافت و خلیفہ کے متعلق ڈالی۔ اور پھر اسے قبول کر کے ان کو اطلاع دی جس کا اظہار انہوں نے برملا کر دیا۔

خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت اور آئندہ ہونے والے خلیفہ کو مدنظر رکھ کر یہاں تک لکھ دیا کہ

"ایک نکتہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکا وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ بائیس برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خاص میلان کے سبب کہی ہے۔"

خلافت کے لئے کسی عمر کی کوئی تعیین نہیں۔ پس ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا جنہوں نے خلیفہ کو بچہ کہکر اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور پھر سرے سے خلافت کے منکر ہو گئے

حضرت خلیفہ اول رض کی وصیت

علاوہ ازیں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آخری وصیت بابت خلافت لکھ کر تین دفعہ مولوی محمد علی صاحب سے پڑھوا کر دریافت کیا کہ کوئی بات رہ تو نہیں گئی اور ان کا جواب نفی میں پاکر اسے بطور امانت رکھوا دیا اور آپ کی وصیت بھی خلافت کے متعلق [illegible]

"خاکسار بقائمی حواس لکھتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ...... میرا جانشین متقی ہو، ہردلعزیز عالم باعمل ہو۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی و درگزر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ رہا تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔"

چنانچہ اس وصیت کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا انتخاب عمل میں آیا مگر برا ہو لالچ کا کہ منکرین خلافت نے اس پر بھی خط تنسیخ کھینچ دیا۔

مولوی محمد علی صاحب کی عملی شکست

حضرت اقدس کی ایک اور تحریر جو اس امر پر شاہد ہے کہ تمام جماعت کو ایک ہاتھ اور ایک واجب الاطاعت امام کے ماتحت ہونی ضروری ہے یہاں نقل کی جاتی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"جو لوگ ہماری جماعت سے باہر ہیں در اصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں۔ کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہو۔" (رسالہ پیغام صلح)

پس حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف سے اپنے بعد سلسلہ خلفاء کے وجود کی تصریح ہے ورنہ آپ کا سلسلہ بھی خلافت اور واجب الاطاعت امام کے بغیر ویسا ہی پراگندہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ حقیقی اجماع تبھی قرار پا سکتا ہے جبکہ حضور کی ہدایات کے ماتحت تمام جماعت ایک واجب الاطاعت امام کے ماتحت جمع ہو۔

منکرین خلافت نے اول تو خلافت سے انکار کیا مگر بعد اس کے چارہ نہ دیکھ کر لاہور میں چار خلفاء کا انتخاب کیا۔ اور جب اس میں بھی ان کو اپنی ذلت ہی نظر آئی تو آخر لاچار ہو کر ایک شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دینا پڑا۔ اور جب ان کا یہ اصول کارگر ہوتا نظر نہ آیا کہ جہاں مرضی ہوگی اس کی بات مانی جائے گی تو اسی چیز کو اختیار کر لیا جسے پیر پرستی اور غلامی قرار دیتے تھے۔ چنانچہ پیغام صلح یہ اعلان کرنے پر مجبور ہو گیا کہ

"میں افراد قوم سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اگر ہم چاہتے ہیں کہ بسرعت تمام ترقی کریں تو وہ جماعتی زندگی کے بغیر ناممکن ہے اور جماعتی زندگی واجب الاطاعت امیر کے بغیر بے معنی بات ہے پس آؤ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہر ارشاد کی تکمیل اپنا وظیفہ حیات بنائیں اور تمام ایک ہی رنگ میں رنگین ہو کر خدا کے موعودہ وعدوں کو حاصل کریں۔" (پیغام صلح جلد ۲۷ [illegible])

یہ ہے ان اصحاب کی شکست جو اپنے [illegible]

آپ کو باطل اور اسے قرار دیتے تھکتے نہ تھے ان کے اس عزم و دعوے نے کس طرح ان کو گمراہی کے راستہ پر ڈالا اور پھر گرد گرا کر اس اصل کی طرف واپس آنے کے لئے مجبور کر دیا جسے وہ پیر پرستی و غلامی قرار دیتے تھے۔ اور ایک بچہ کی پالیسی کیسی کامیاب ثابت ہوئی کہ آج ان کی گردنیں مارے شرم کے جھکی جاتی ہیں۔ آخر ان کے امیر قوم بھی پھر پھرا کر اسی طرف آئے اور طوعاً و کرہاً یہ اعلان کر کے اپنی شکست پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ جو رہتی دنیا تک ان کے پیچھے خاک اڑاتی رہے گی آپ نے لکھا:۔

"یاد رکھو کہ کوئی جہاد نظام کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے بچہ نامکمل اس لئے ہمارا سب سے پہلا فرض ہے کہ نظام قائم کریں۔ اور وہ وہی اصول ہے جس پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نظام قائم کیا:

مگر پھر کہتا ہوں کہ نظام کی بنیاد ایک ہی بات پر ہے کہ اسمعوا و اطیعوا سنو اور اطاعت کرو۔ جبتک یہ روح نہ پیدا ہو جائے جبتک تمام افراد جماعت ایک آواز پر حرکت میں نہ آجائیں جبتک تمام افراد اطاعت کی ایک سطح پر نہ آجائیں ترقی محال ہے"

(خطبہ جمعہ مولوی محمد علی صاحب ۱۹؍فروری ۱۹۳۶ء۔ پیغام صلح جلد ۲۴ ۱۳ پرچہ ۲۷؍فروری ۱۹۳۶ء)

واہ مولانا صاحب آپ کو آج وہ جواب اطاعت یاد آیا۔ چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ آپ نے ہی تو قوم کو غلط راستہ پر ڈالا اور کہا کہ اول تو خلیفہ کی ضرورت نہیں اور اگر ہو بھی تو پرانے احمدیوں کو اس کی بیعت کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس طرح نظام پر تبر چلایا۔ اب آپ کو جماعت احمدیہ کا خلافت کے ذریعہ سے کامیاب نظام دیکھ کر نظام کی سوجھی کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ کل تک تو آپ جماعت کا ایک واجب الاطاعت امام ماننے کے خلاف اپنا ایڑی چوٹی تک زور لگا رہے تھے اور آج اپنی امارت کی ناکامی کو دیکھ کر اسے قائم کرنے کے لئے اپنی سابقہ عمارت کو گرا کر خلافت کے نظام کے استحکام کا دبی زبان سے اقرار کر رہے ہیں۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

ان واقعات نے بتا دیا کہ جسے کل کا بچہ کہہ کر جماعت کے نظام کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی گئی وہ۔ کل کا بچہ نہ تھا وہ خدائی راہنمائی کی وجہ سے ایک کامیاب جرنیل تھا جس کے سامنے بڑے بڑے اہل الرائے بر پشتہ کے برابر بھی وقعت نہ رکھتے تھے۔ ہاں یہ وہی بچہ تھا جس کے متعلق خود مولانا صاحب اور ان کے اہل الرائے اپنا حسب ذیل رائے کا اظہار کر چکے تھے۔ اور بادجود اسلاف کے ۱۹۱۴ء میں اخبار پیغام صلح نے اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں لکھا تھا کہ:۔

"اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند صاحب علم صاحب عفت۔ صالح اور نہایت نیک اطوار اور آئمۃ الہدیٰ ہونے کے ہر طرح قابل ہیں اور یہ سب فرزند بلا شبہ روحانی اور جسمانی رو ز نسبتوں کی رُو سے حضرت مسیح موعودؑ کی آل ہیں اور انی اللّٰہ معک و مع اھلک کے الہام کے پورے مصداق ہیں"

(پیغام صلح ۲۹؍مارچ ۱۹۱۴ء)

مگر آج انہی آئمۃ الہدیٰ کی توہین و تحقیر کی جاتی ہے کہ گویا آج ہزدہ روحانی اولاد رہے نہ جسمانی۔ ان کی بجائے سب کچھ جناب مولوی محمد علی صاحب و مولوی صدرالدین صاحب بن گئے۔ اس مقالہ افتتاحیہ سے ایک اور اقتباس ملاحظہ فرماویں لکھا ہے کہ

"پیارے ناظرین ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم صاحبزادہ صاحب (یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب) کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور مجدد کا سمجھتے ہیں اور انکی پاکیزگی روح اور بلندیٔ فطرت اور علو استعداد اور روشنی جوہر کا اور سعادت جبلی کو مانتے ہیں اور دل سے ان سے محبت کرتے ہیں واللّٰہ علیٰ مانقول شھید صرف اعتقاد میں فرق ہونے کی وجہ سے ہم ان سے بیعت نہیں کر سکتے"

(پیغام صلح ۲۹؍مارچ ۱۹۱۴ء)

— ÷ — ÷ —

۱۹۰۶ء کی ایک تحریر

اسی طرح جناب مولوی محمد علی صاحب نے ۱۹۰۶ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک مضمون پر ریویو کرتے ہوئے لکھا:۔

"اس وقت صاحبزادہ صاحب کی عمر ۱۸-اُنیس سال کی ہے اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہوگا مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک خارق عادت بات ہے۔ اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افتراء ہے تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے پس اسی کا اثر تو چاہیئے تھا کہ گندہ ہوتا نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱)

اس شاندار ریویو کے بعد اہل پیغام آپ کی ذات پر جس قسم کے بہتانات تراشتے رہے ہیں ان کو سے کر دیں سیاہ دل مخاطبین اگر ان سے پوچھیں کہ جو معیار صداقت تم نے مقرر کیا ہے۔ اسے تم خود باطل کیوں قرار دے رہے ہو یا یہ کہ اس معیار کی رو سے اب مرزا صاحب کی صداقت پر کیوں حرف نہیں آتا۔ اور ان کی صداقت کیوں باطل نہیں ٹھیرتی تو ان مولانا صاحب کا کیا جواب ہوگا کیا ان حملوں کی زد جو وہ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کی ذات پر کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہیں پڑ رہی یقیناً پڑ رہی ہے مگر ان کو کیا انہوں نے تو اپنی عداوت کا مظاہرہ کرنا ہے خواہ اس سے ان کا اپنا کچھ بھی باقی نہ رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اصل جانشین کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا اپنا بیان

اب آخر میں ہم حضرت اقدس کے اصل جانشین کے متعلق جناب مولوی محمد علی صاحب کا اپنا بیان درج کرتا ہیں ہی رہبران کی اس تقریر کا ایک اقتباس ہے جو انہوں نے احمدیہ بلڈنگ لاہور میں ۱۲؍جون ۱۹۰۸ء کو کی تھی۔ اور الحکم جلد ۱۲ صفحہ ۱۲ ۱۸؍جولائی ۱۹۰۸ء میں چھپی تھی۔ جناب مولوی صاحب نے فرمایا:۔

"پس حضرت مرزا صاحب علیہ السلام بھی چونکہ منہاج نبوت ہی پر خلاہر ہوئے تھے۔ لہذا ایک مسلمان کا جو قرآن اور سنت کا پابند ہے یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس سلسلہ پر اعتراض کرتے وقت منہاج نبوت کو مدنظر رکھ لیا کرے۔ کیونکہ مسلمان کہلانے والے کے واسطے تو پہلے نظائر بھی موجود ہیں اور وہ اسباب کا پابند ہے کہ جو باتیں خود اس کے مسلمات میں موجود ہے اس کے خلاف اعتراض نہ کرے یا کوئی ایسا اعتراض نہ کرے جو خود اس کے اپنے ہی مسلمات پر پڑتا ہو جب ان لوگوں کی معتبر اور مسلمہ کتب میں حضرت ابوبکر صدیق رض کو آنحضرت صلعم کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے اور صاف اقرار موجود ہے کہ مسیلمہ کا حضرت ابوبکر صدیق کے سامنے قتل کیا جانا گویا خود آنحضرت صلعم کے روبرو قتل کیا جانا ہے۔ گویا آنحضرت صلعم کا فتح کرنا اور مالک ہونا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق انتظار نہیں کیا جاتا کہ آپکے جانشین اور مخلص خادموں کے ہاتھوں سے یا خود آپ کی اولاد کے ہاتھوں پر خدا تعالیٰ ان کو پورا کر دے گا"

مگر افسوس ہے کہ بعد میں خلافت کے انکار کرنے پر جناب مولوی صاحب نے یہ بتانے کی بھی تکلیف گوارا نہ فرمائی کہ اس عبارت میں جس جانشین کا انہوں نے ذکر فرمایا تھا اس سے کون مراد تھا انجمن یا خلیفہ اور وہ اولاد کونسی تھی جسمانی یا روحانی یا کوئی اور۔ اصل بات یہ ہے کہ جب آدمی عداوت میں حد سے نکل جاتا ہے اور اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر اسے حق و صداقت کی کوئی پرواہ نہیں رہتی۔ چنانچہ خلافت کے متعلق ایسی واضح تحریرات اور دلائل قاطعہ کا انکار اور خود اپنی ہی تحریرات اور عمل سے فرار اسی امر کا کافی ثبوت ہے÷

— ÷ — ÷ — ÷ —

حالیہ فتنہ منافقین کے متعلق دس سال قبل کی پیشخبری

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا۔ کہ مومن جو اللہ تعالیٰ کو قبول کرتے ہیں اور استقامت دکھاتے ہیں اس کے نتیجہ میں ان پر ملائکۃ اللہ کا نزول ہوتا ہے جو یہ خوشخبریاں دیتے ہیں کہ خوف و حزن نہ کرو۔ اور آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ جب ان میں خلافت قائم ہوتی ہے تو اس کے نتیجہ میں خلیفۂ وقت کے ذریعہ دین کو تمکنت بخشی جاتی ہے اور خوف والے حالات یا امور کو مبدل بہ امن کر دیا جاتا ہے۔ دونوں آیات سے یہ معلوم ہوا کہ جب عام مومنوں کو استقامت کے نتیجہ میں خوشخبریاں ملتی ہیں۔ تو جب ایک خلیفہ کو اللہ تعالیٰ قائم کرتا ہے تو وہ تو بہت ہی خاص حالات ہوتے ہیں اور خلیفۂ وقت کا مقام بھی عام مومنوں سے لاکھوں گنا زیادہ اعلیٰ وارفع ہوتا ہے اس لئے ان کو ایسی خبریں ضرور دی جاتی ہیں کہ جن کے نتیجہ میں انکی جماعت خوف و حزن سے محفوظ رہے اور خلیفۂ وقت کے دین کی قلوب مومنین میں تمکنت اور ان کے قلوب کے متوقع خوف کو مبدل بہ امن کرنے کے سلسلہ وابستگان خلافت مومنوں کو بھی بشارات دی جاتی ہیں۔ اور مردو صورتیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معیت خلیفۂ وقت اور آپ سے وابستہ جماعت کو حاصل ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سینکڑوں رویا و کشوف آپ کی خلافت کے عہد میں پورے ہوئے۔ چنانچہ اسبارہ میں ایک کتاب مولانا شمس صاحب کے ساتھ مل کر مولوی علی محمد صاحب اجمیری نے مرتب کر کے شائع کی تھی۔ کاش مولوی اجمیری صاحب اس پر غور کریں۔ افراد جماعت کو بھی حضور کی تائید میں ہر زمانہ میں اور خصوصاً ایام فتن میں بکثرت خوابیں آتی رہی ہیں۔ **ذیل میں حضور** ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک رویا درج کیا جاتا ہے جو کہ حالیہ فتنہ منافقین سے ساڑھے دس سال قبل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو واضح طور پر بتا دیا کہ مصری فتنہ جیسا فتنہ **پھر اٹھنے والا ہے۔**

چنانچہ ۱۲ رجنوری ۱۹۴۷ء کو حضور نے فرمایا:-

"پانچ چھ دن کی بات ہے میں نے رویا دیکھا کہ میں ایک بہت بڑے میدان میں کھڑا ہوں اور جس طرف میرا منہ ہے اس کے بالمقابل ایک عمارت ہے۔ اس کی دیواریں اور چھتیں جست کی چادروں کی ہیں۔ اور اس کے بڑے بڑے پھاٹک ہیں جیسا کہ بڑے بڑے سٹیشنوں یا بندرگاہوں پر عمارتیں بنائی جاتی ہیں تاکہ ان میں مال رکھا جائے۔ اس عمارت میں کچھ لوگ کھڑے ہیں جن کے چہرے دور ہونے کی وجہ سے مجھے اچھی طرح نظر نہیں آتے صرف چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو میں نے پہچانا ہے جو ان کے سامنے کھڑے ہیں وہ مجھے دیکھ کر دوڑ کر میری طرف آئے اور کہنے لگے کیا یہ اس طرح ہے؟ ان کا سوال تو مجھے یاد نہیں رہا لیکن اتنا یاد ہے کہ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہ اس طرح ہے؟ میں نے کہا نہیں اس طرح نہیں بلکہ اس طرح ہے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ واپس چلے گئے۔

اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ گورنمنٹ کے بڑے بڑے آفیسرز ہیں اور انہوں نے مجھ پر کوئی الزام لگایا ہے اور چوہدری صاحب اس کی تردید کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تم نے ان پر یہ الزام لگایا ہے اور تم جھوٹ بولتے ہو۔

اس کے بعد چوہدری صاحب مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ ایک جگہ ایسی سیڑھیاں آئیں جیسے سٹیشنوں پر ہوتی ہیں اور ہم نے ان پر چڑھنا شروع کر دیا مگر میرے ذہن میں اس وقت یہ نہیں آتا کہ مجھے چوہدری صاحب کہاں لے جا رہے ہیں اور کیوں لے جا رہے ہیں؟ اوپر چڑھ کر ہم کھڑے ہو گئے۔ ابھی ایک دو منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ چار پانچ مزدور دوڑتے ہوئے آئے۔ ان کو دیکھ کر چوہدری صاحب کہنے لگے وقت پر آ گئے میں کہتا ہوں ان مزدوروں کا گورنمنٹ کے جھگڑے سے کیا تعلق ہے۔ چوہدری صاحب نے کہا میں نے ان کو سٹیشن پر اسباب لانے کیلئے بلایا تھا اس کے بعد انہوں نے مجھے بھی کہا کہ ساتھ چلیں۔ چنانچہ میں بھی انکے ساتھ چل پڑا۔ چوہدری صاحب اور مزدور تیزی کے ساتھ مجھ سے آگے آگے جا رہے ہیں اور میں آہستہ آہستہ سیڑھیوں پر سے اتر رہا ہوں۔ جب میں نیچے اتر آیا تو میں نے دیکھا کہ چوہدری صاحب بے تحاشہ واپس بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ میں انہیں دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے وہ کہنے لگے ڈاکوؤں نے حملہ کیا ہے اور ان کے ساتھ مصری صاحب بھی ہیں۔ اس وقت چوہدری صاحب کے پاس اسباب نظر نہیں آتا۔

چوہدری صاحب تیزی کے ساتھ سیڑھیوں پر چڑھنے لگے اور مجھے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے کہنے لگے جلدی چلیں۔ چنانچہ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا۔ جب میں اوپر پہنچا تو ایک پلیٹ فارم سے گذرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ ایک مکان ہے جس میں ایک کمرہ ہے اور چھوٹا سا صحن ہے وہاں حضرت ام المومنینؓ اور میاں بشیر احمد صاحب بیٹھے ہیں میں نے انکو دیکھ کر خیال کیا چلو یہیں ٹھہر جاتے ہیں۔ لیکن ایک آدمی نے کہا آگے جایئے۔ میں نے کہا کہاں جاؤں؟ وہ کہنے لگے سڑک پر سیدھے چلے جاؤ اس میں پہاڑی راستہ بھی آئے گا۔ اس کے بعد حفاظت کی جگہ ہے۔ میں نے کہا اس حفاظت کی جگہ کی نشانی کیا ہے۔ وہ کہنے لگا نواب صاحب بہادر پور کی کوٹھی میں سے یہ راستہ ہو کر جائیگا۔ چنانچہ میں اس خیال سے چل پڑتا ہوں کہ نواب صاحب کی کوٹھی سے کسی سے حفاظت کی جگہ پوچھ لوں گا۔ اس کے بعد میں نے چوہدری صاحب کو نہیں دیکھا۔ جاتے جاتے ایک موڑ مڑ کر میں نے دیکھا کہ کوئی بڑی گہرائی اترائی ہے اور اس میں ایک پگڈنڈی ہے جو ڈیڑھ فٹ چوڑی ہے۔ میں حیران ہوں کہ کس طرح اتروں۔ پہلے تو میں پہاڑ پر چڑھ جاتا تھا۔ لیکن اب دل کی کمزوری کی وجہ سے کہیں چکر نہ آنے لگ جائیں۔ لیکن پھر بھی میں کہتا ہوں چلنا چاہیئے۔ لیکن پگڈنڈی اتنی سیدھی ڈھلوان میں سے ہو کر جاتی ہے کہ انسان اس پر بغیر کسی سہارے کے نہیں چل سکتا۔ بہرحال میں اس پر چل پڑتا ہوں۔ تھوڑی دور جا کر میں نے دیکھا کہ کھمبے کی تاروں کی طرح پانچ چھ تاریں پگڈنڈی کے ساتھ ساتھ چلی جا رہی ہیں۔ میں ان پر ہاتھ رکھتا ہوں تو کوئی کہتا ہے یہ کہیں گر نہ جائیں۔ میں کہتا ہوں یہ بنی ہی اسلئے ہیں کہ ان پر ہاتھ رکھ لئے جائیں۔ جب میں ان پر ہاتھ رکھتا ہوں تو میری رفتار بہت تیز ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں اڑ رہا ہوں۔ اور جب میں قدم مارتا ہوں تو میرا قدم ایک فٹ یا دو فٹ پر نہیں بلکہ سو سو فٹ پر جا پڑتا ہے۔ اسی طرح چلتے چلتے میں ایک جگہ پر پہنچا ہوں جو نواب صاحب کی کوٹھی ہے میں وہاں اترا تو دیکھا کہ وہاں اماں جانؓ موجود ہیں۔ میں حیران ہوں کہ یہ یہاں مجھ سے پہلے کس طرح پہنچ گئیں۔ میں تو ان کو پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ پھر میں یہاں سے بھی آگے چلتا ہوں اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ راستہ گھاٹیوں میں سے نہیں بلکہ نواب صاحب کے کمروں میں سے ہو کر جاتا ہے۔ میں ان کمروں میں سے گذرتا چلا جاتا ہوں۔ وہاں قالین اور غالیچے وغیرہ بچھے ہوئے ہیں۔ آخر راستہ طے کر کے میں اس جگہ پہنچتا ہوں جہاں ہمارے ٹھہرنے کا انتظام ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہاں بھی ام المومنینؓ موجود ہیں۔ میں حیران ہوں کہ وہ یہاں بھی آ گئی ہیں۔ اسپر میری آنکھ کھل گئی۔" (الفضل مورخہ ۱۵ شہادت ۱۳۲۶ھش)

اس رویا میں مندرجہ ذیل واضح امور بیان کئے گئے جو من وعن پورے ہوئے:-

(۱) محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر چونکہ الزام لگنے والا تھا جیسا کہ حال ہی میں ایک افترا پرداز نے "نوائے پاکستان" میں خبر شائع کی کہ معاذ اللہ حضور اور چوہدری صاحب کی آپس میں چپقلش ہو چکی ہے اور مصالحت نہیں ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت اس الزام کی تردید فرما دی کہ چوہدری صاحب قبل از فتنہ اور فتنہ کے ایام میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمنوا اور معین و ناصر ہو گئے۔ جیسا کہ اس رویا میں بتایا گیا ہے کہ چوہدری صاحب گورنمنٹ آفیسرز کے الزام کی تردید کرینگے اس سے بھی انکی اعانت ظاہر ہوگی۔ چنانچہ کابینہ میں ہوتے ہوئے ۱۹۵۳ء میں تحقیقاتی عدالت میں اپنے بیان سے تائید کی۔ اس وقت چوٹی کے حکام حضور کے خلاف تھے۔ چنانچہ خواجہ ناظم الدین (وزیر اعظم پاکستان) اسکیں بچندر یگر (گورنر پنجاب) جن نے حضور کو گرفتاری کی دھمکی دی تھی اور حضور نے جواباً فرمایا تھا کہ مجھے خدا پر بھروسہ ہے جس کے ہاتھ میں آپ کی گردنیں ہیں۔ ممتاز دولتانہ (وزیر اعلیٰ پنجاب) اسے جو کچھ کہا وہ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں درج ہو چکا ہے۔

(۲) اس امر کے بعد حضور چوہدری صاحب کی معیت میں سفر کرینگے۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء کا سفر یورپ حضور نے چوہدری صاحب کی معیت میں کیا (باقی صفحہ [illegible] پر)

خلیفۂ وقت اور ہماری ذمہ داریاں

از مکرم محمد کریم الدین صاحب حیدرآبادی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

ہر زمانہ میں نبیٔ وقت کے ہاتھوں ایک بڑے انقلاب کی بنیاد ڈالی جاتی ہے۔ لیکن بتقاضائے بشریت وہ ایک محدود عمر لے کر اس جہان میں آتا ہے۔ اور اس کا کام اس روحانی بیج کو بونا ہوتا ہے اور اس کی نشوونما اور آبیاری کے لئے اس کے بعد اور وجودوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاآنکہ وہ منشاء الٰہی تمام پورا ہو جس کے لئے خدا تعالیٰ نے اس نبی کو مبعوث فرمایا۔ الغرض انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہے جس کے پیش نظر نبی وقت کی بعثت ہوتی ہے ——— چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنتِ قدیمہ کے مطابق اس زمانہ میں بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں سلسلہ خلافت جاری فرمایا۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد پہلے خلیفہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ منتخب ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد ۱۹۱۴ء میں سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منصب خلافت پر فائز ہوئے۔ جو جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ہیں۔ طال اللہ عمرہٗ آپ کو مسند خلافت پر متمکن ہوئے تقریباً ۴۲ سال کا عرصہ گذر رہا ہے۔ اس لمبے عرصہ نے دنیا پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے شاملِ حال ہے۔ یہی وہ مصلح موعود ہیں جن کے ہاتھوں سے قوموں کا برکت پانا۔ اسیروں کی رستگاری اور روحانی مُردوں کا زندہ ہونا مقدر تھا۔ یہی وہ خلیفہ ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ وہ میری ذریت دنسل ہوگا۔ اور یہی مسیح موعودؑ کے وہ جانشین ہیں جو طالمود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے:-

"It is also said that he, the Messiah, shall die and his kingdom descend to his son and grandson"

ترجمہ:- یعنی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسیح اپنی آمد ثانی میں فوت ہوگا اور اس کا بیٹا اور پوتا اس کی بادشاہت کے وارث ہوں گے (طالمود بائی جوزف بریکے باب پنجم مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء)

بفضلہ تعالیٰ آپ ہی وہ موعود خلیفہ اور امام ہیں جنہوں نے حسب پیشگوئی زمین کے کناروں تک شہرت پائی۔ اور بیرونی ممالک میں جماعت کے باقاعدہ تبلیغی مشن قائم کئے۔ اور زمین کے ایک کنارہ سے لے کر دوسرے کنارے تک تبلیغی سرگرمیوں کا ایک جال بچھ گیا۔ یہاں آپ ہی کے عہد سعود میں مرکزِ تثلیث لنڈن میں مسجد تعمیر کی گئی۔ جہاں روزانہ پانچ وقت اللہ اکبر کی آواز بلند ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسالتِ آنحضرت صلعم کا اعلان اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ کے الفاظ میں کیا جاتا ہے۔ آپ نے جماعت کی تنظیم کو اس قدر مضبوط بنایا کہ نہ صرف مردوں میں قربانی کا جذبہ پیدا کیا بلکہ آپ کی راہنمائی میں جماعت کی مستورات بھی مردوں کے دوش بدوش خدمتِ اسلام کا بہترین کام سرانجام دے رہی ہیں۔

یہی نہیں بلکہ جس طرح ایک باغبان اپنے باغ کی ہر طرح نگرانی کرتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً اس کی سینچائی اور آبپاشی کرتے بیکار گھاس اور کانٹے دار بوٹیوں کو جڑ سے اکھیڑ پھینکتا ہے تاکہ ان کی وجہ سے باغ کے پھلدار اور پھولوں والے پودوں کو نقصان پہنچ کر باغ کی تباہی اور بربادی نہ ہو۔ اسی طرح حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کو فرو کرنے کا حق ادا کیا خواہ وہ فتنے پیغامیت کا جامہ پہن کر سر اٹھاتے رہے یا مستریوں اور مصریوں کے لباس میں ظاہر ہوئے حتیٰ کہ حال ہی میں منافقین و معترضین کے نئے فتنہ نے سر نکالا تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی جماعت کو محفوظ رکھا۔ الغرض یہ سب باتیں ایک طرف خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے ساتھ ہونے کا ثبوت دیتی ہیں۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ معیار ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امنا یعنی سچے اور برحق خلیفہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے خوف و ہراس اور حزن کو امن سے تبدیل کر دیتا ہے کے مطابق آپ کو سچا اور برحق خلیفہ ثابت کر رہی ہیں۔ پس نادان ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ خلیفہ کی کوئی ضرورت نہیں یا خلیفہ اب بڈھا ہو گیا ہے اس لئے دوسرا منتخب کرو۔ یا وہ مددگار رنگا وغیرہ ایسے لوگوں کو جو خلافت سے ٹکرانے کی کوشش کرتے ہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خلافت ایک مضبوط چٹان ہے۔ جس پر یہ گرے اس کو پاش پاش کر دیتی ہے اور جس پر یہ گرتا ہے وہ بھی چکنا چور ہو جاتا ہے۔ خلیفہ کا معزول کرنا کسی کے اختیار میں نہیں۔ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ لوگوں کو انتخاب کا موقعہ بطور ثواب دیا گیا ہے نہ کہ بطور حق کے۔ لیکن جب ایک شخص کو اپنے مطاع کے طور پر تسلیم کر لیا تو سعادت اسی بات میں ہے کہ فرشتے بن کر تادم آخر اس کی اطاعت کی جائے۔

—— ٭ —— ٭ —— ٭ ——

اب ذرا میدانِ عمل میں آیئے۔ اور سوچیئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی قابلِ فخر اور عظیم الشان ہستی عنایت فرمائی ہے تو اس بڑے فضل و احسان اور نعمتِ عظمیٰ کے نتیجہ میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ الٰہی انعام اپنے ساتھ بھاری ذمہ داریاں لاتے ہیں۔ اور ہر بڑا رتبہ بڑی ذمہ داریوں کا حامل ہوتا ہے جو قوم اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کرتی اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہے وہ آخرکار خائب و خاسر ہو جاتی ہے بنی اسرائیل کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ اس سے عبرت حاصل کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

تبلیغی جدوجہد نظامِ خلافت کو قبول کر لینے کے بعد سب سے بڑی ذمہ داری جو جماعت پر عائد ہوتی ہے وہ خلیفۂ وقت کی نگرانی میں تبلیغی جدوجہد کی طرف توجہ دینا ہے اور جیسا کہ شروع میں اس امر کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ خلافت کے قیام کی بڑی غرض نبی کے لائے ہوئے مشن کو قائم کرنا۔ اس کی تعلیم کو لوگوں تک پہنچانا۔ اور اس کی بوئی ہوئی تخم ریزی کی سینچائی اور آبپاشی کرنا ہے تا وہ تخم ایک تناور درخت بن جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی اصل غرض تبلیغ اشاعتِ اسلام اور غلبہ اسلام برادیانِ دیگر ہے۔ پس ہمارے سپرد ایک عالمگیر اسلامی نظام کی بنیاد رکھنے کا کام کیا گیا ہے۔ دنیا کے ہر فرد کی اصلاح ہمارے ذمہ کی گئی ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی تبلیغی کوششوں کو جہاں تک ممکن ہو تیز تر کرنا چاہیئے۔

تحریکِ جدید

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اشاعتِ اسلام کے کام کو وسیع سے وسیع تر کرنے اور جماعت کے افراد کو ہر قسم کی مالی اور جانی قربانیوں کے پیش کرنے کے لئے تحریک جدید کی بنیاد رکھی ہے۔ یہ تحریک درحقیقت جماعت احمدیہ کی ترقی کے سلسلہ کی ایک بنیادی کڑی ہے۔ اگرچہ حضور نے اس تحریک کو طوعی رکھا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اس کی طرف سے تغافل برتیں۔ اس میں بھی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس طرح قربانی کرنے والے آگے آجاتے ہیں۔ اس تحریک کی اہمیت حضور ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

"تحریک جدید جس کا اجراء منشاء الٰہی کے ماتحت ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان اسلامی مقصد کو پورا کرنے اور انسانیت کی جڑوں کو مضبوط کرنے کا بیج رکھا گیا ہے"۔

(تقریر "نظام نو" برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۳۲۱ ہش)

آج دنیا پر ایک طائرانہ نظر ڈالیے تو معلوم ہوتا ہے کہ بجائے انسانیت کو مضبوط بنانے اور امن واعتماد پیدا کرنے کے انسانیت کی جڑوں کو کھوکھلا کیا جا رہا ہے۔ ایک قوم دوسری قوم کو دیکھ نہیں سکتی۔ ملک ملک کو تباہ کرنے کی فکر میں ہے۔ اور ایک حکومت دوسری کو ملیا میٹ کرنے کے منصوبے سوچ رہی ہے یہ سب اس لئے ہو رہا ہے کہ یہ لوگ روحانیت سے دور ہو گئے۔ مادیت ان پر غالب آ گئی۔ اس وقت ہمارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے مطالبات کے مطابق اسلام کی امن بخش تعلیم کو زیادہ سے زیادہ مؤثر طریق پر ان تک پہنچائیں پہلے خود اسلام کا عملی نمونہ بنیں پھر اس کی طرف دوسروں کو دعوت دیں۔ تحریک جدید کے مطالبات بجائے خود ہماری اپنی فلاح و بہبود کا سامان رکھتے ہیں۔ وہ مطالبات کیا ہیں؟ یہی کہ ہم سادہ زندگی اختیار کریں۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ بیکار نوجوان اپنے وطن سے باہر نکل کر کام کریں اور مالی قربانیوں میں فاستبقوا الخیرات کا نمونہ پیش کریں۔ ذرا اندازہ تو کیجیئے کہ ہمارے سامنے کتنا وسیع پروگرام ہے۔ اس کے مطابق آگے بڑھنا جماعت کے افراد کا کام ہے۔ اور ان سنہری مواقع سے فائدہ نہ اٹھانا غیر دانشمندی ہے۔

مبلغین کی ضرورت

اشاعتِ اسلام کے لئے مبلغین کا وجود از بس ضروری ہے۔ ساری دنیا کی اصلاح کا کام ہمارے سپرد ہے۔ مگر اس کے مقابل پر جماعت کے مبلغین کی تعداد بہت کم ہے۔ جب تک جماعت کے نوجوان خدمتِ دین کے لئے آگے نہ آئیں اس وقت تک یہ کمی پوری نہیں کی جا سکتی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں دیکھو کس قدر تبلیغ اسلام کا جوش تھا کہ جہاں جہاں بھی گئے اور جس جس ملک میں انہوں نے قدم رکھا وہاں تبلیغ کے کام کو مقدم کیا۔ اور اسی غرض سے اپنی تجارت وغیرہ بھی کرتے تھے۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ اسلام افریقہ ایشیا اور دیگر ممالک میں پھیلا۔ حالانکہ ان کو کوئی وظیفہ دیا جاتا تھا اور نہ کوئی تنخواہ۔ ہم میں بھی اسی قسم کا تبلیغی جوش ہونا ضروری ہے۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لے۔ کیونکہ ہمارا نقطۂ مرکزی تبلیغ ہی ہے اس کی طرف زیادہ توجہ چاہیئے۔ اور نوجوان

کو دین کے لئے زندگیاں وقف کر کے اس کی خدمت کے لئے آگے آنا چاہیئے۔

توسیع مدرسہ احمدیہ

جب تک کسی مذہب کے پیرو اپنے مذہب کی تعلیم سے پوری طرح واقف نہیں ہوتے اس وقت تک نہ تو وہ اپنے صحیح عقائد لوگوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں اور نہ اس کی اشاعت کا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدرسہ احمدیہ کا اجرا فرمایا۔ تا کہ دینی تعلیم دی جائے اور جماعت کے لوگ دینی امور سے اچھی طرح واقف ہوں۔ لیکن بہت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جماعت کی توجہ اس طرف بہت کم ہے۔ ہمیں مدرسہ احمدیہ کو جتنا ممکن ہو وسیع کرنا چاہیئے تاکہ ہماری آئندہ نسلیں موجودہ علماء کے تائم مقام بنیں۔ ورنہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ آئندہ نسلیں تعلیم دین سے بے بہرہ ہوتی جائیں گی۔ اور مادیت ان پر غالب آ جائے گی۔ اس وقت عام مسلمانوں کے تنزل کا ایک سبب یہ بھی ہوا۔ کہ ان کی نسلیں اسلام کی اصل تعلیم سے بیگانہ ہوتی چلی گئیں۔ پس نہایت ضروری امر ہے کہ مدرسہ احمدیہ کی توسیع کی جائے۔ اور زیادہ سے زیادہ طلباء کو مرکز میں حصول تعلیم دین کے لئے بھیجا جائے۔ آئندہ ہمیں ہزاروں مبلغوں کی ضرورت ہیں۔ ہمیں اس ذمہ داری کو احسن طور پر ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ورنہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور کیا جواب دیں گے کہ ساری دنیا کی اصلاح کا کام تمہارے سپرد کیا گیا تھا۔ لیکن تم نے اس بات کی پرواہ نہ کی اور بہت سے بندے ہدایت سے محروم رہے۔

تربیت اطفال

قوم کے نونہال اس کا ایک بیش قیمت خزانہ ہوتے ہیں۔ اور آئندہ قوم کی ترقی انہی سے وابستہ ہوتی ہے۔ اگر اس قیمتی سرمایہ کی حفاظت نہ کی جائے۔ تو اس کے جلد ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ جہاں ہم تبلیغی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں وہاں ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اپنی قوم کی اصلاح اور تربیت کا خاص خیال رکھیں۔ یہ بھی ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بچے اپنے ساتھ پاک فطرت لے کر آتے ہیں۔ پھر ان کے والدین ہی اپنے بد اثرات سے ان کے مستقبل کو غیر پسندیدہ بنا دیتے ہیں۔ پس اگر شروع سے ہی انہیں اسلامی تعلیم سے نہ بہرہ ور کیا جائے۔ اور انہیں اسلامی رنگ میں رنگین نہ کریں اور انہیں احکام شریعت اور آئین اسلام کے پابند نہ کریں تو وہ آگے چل کر قوم کے کچھ کام نہیں آ سکتے۔ نونہال کسی قوم کی عمارت کی بنیاد ہوتے ہیں۔ اگر بنیاد صحیح نہ ہو تو عمارت بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ نہایت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کو لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما ہونے کی عمر کے باعث ایسے دلنشیں ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔"

(ملفوظات جلد اول ص۶۳)

اصلاح نسواں

قومی ترقی کے لئے طبقہ نسواں کی بھی مناسب اصلاح اور تربیت ضروری ہے۔ کیونکہ بچوں کی اصل مربی ماں ہی ہوتی ہے۔ جس کا پہلا اثر اولاد پر پڑتا ہے۔ مسلمانوں کے تنزل کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ ان کی عورتوں کی اصلاح و تعلیم کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ اور آہستہ آہستہ وہ صرف نام نہاد مسلمان رہ گئے۔ پس ضروری ہے کہ اصلاح خواتین پر بہت زور دیا جائے۔ انہیں احمدیت سے صحیح طور پر واقف کرایا جائے۔ تاکہ وہ اپنی اولادوں کی صحیح رنگ میں تربیت کر سکیں اور جماعتی امور میں مردوں کا ہاتھ بٹا سکیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الہاماً بتایا گیا ہے کہ:۔

"اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔"

پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم خواتین کی اصلاح کی طرف خاص طور سے متوجہ ہوں۔

دیگر اصلاحات چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کی اندرونی اصلاح کے لئے مجالس خدام الاحمدیہ۔ انصار اللہ۔ اطفال الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ قائم فرمائیں تاکہ جوان۔ بوڑھے۔ بچے اور عورتیں سبھی خدمت دین میں کوشاں ہوں۔ اور اسلامی رنگ میں رنگین۔

نظام وصیت

۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظام وصیت کی بنیاد رکھی۔ اور جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو وصیت کرنے کی پُرزور تلقین فرمائی۔ تا اسکے ذریعہ نہ صرف تبلیغی کام سرانجام ہوں بلکہ جماعت کے غرباء۔ یتامیٰ اور بیوگان کی نگہداشت کا انتظام ہو سکے۔ جو ایک قومی فریضہ ہے۔ پس اگر ہم نظام وصیت کو مضبوط نہ کریں تو نہ صرف ہماری تبلیغی سرگرمیوں میں کمزوری واقع ہوگی۔ بلکہ جماعت کا ایک حصہ اصلاح سے محروم رہ جائیگا جس کا نتیجہ یقیناً جماعت کے لئے غیر مفید ہوگا۔ وصیت کے انہی پہلو کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وصیت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تاکہ جلد سے جلد نظام نَو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردہ کہا جاتا تھا جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا۔ اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دور کر دیا اور جس نے امیر و غریب کو ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور اُلفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔"

(تقریر "نظام نو")

خلاصہ کلام یہ کہ ہمارا فرض ہے کہ تحریک جدید کو ہر ممکن طریق سے کامیاب بنائیں اور اس کے بڑھانے میں ہر طرح کوشش کریں۔ اسی طرح مجالس خدام الاحمدیہ۔ انصار اللہ، اطفال الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے قیام کی غرض کو مدنظر رکھکر اسمیں شامل ہوں اور پورے انہماک سے خدمت دین اور اشاعت اسلام میں مصروف ہو جائیں۔ اسی طرح مدرسہ احمدیہ کی توسیع کی بھی خاص توجہ کریں اور نظام وصیت کو مضبوط بنائیں۔ تا الٰہی نوشتے پورے ہوں اور دنیا جلد از جلد احمدیت کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ اگر ہم اس کے لئے تیار ہو گئے۔ اور اپنی مساعی کو ان کے حصول کیلئے وقف کر دیا تو یقیناً ہم لوگوں نے بیعت خلافت کے حق کو ادا کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق دے اور ہماری ناچیز خدمات کو قبول فرما کر ان میں برکت دے۔ آمین۔

خلافت محمود کی شان جلیلہ

اور

معاندین کے لئے لمحہ فکریہ!

خدائے ذوالجلال والاکرام نے جب سے سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو تاج خلافت اور قبائے امامت سے نوازا اسی دن سے بدباطن اور حاسد مخالفین اپنی منافقانہ اور شاطرانہ چالوں سے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قبا کو اتارنے کی ناکام کوشش میں رہے اور آج جبکہ خلافت محمود کی جڑیں مضبوطی سے زمین کی گہرائیوں میں اور شاخیں آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گئی ہیں اور اب جبکہ صداقت ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ پر مستحکم ہے تو باطل کی ہزاروں لہریں یکے بعد دیگرے صداقت کی چٹان سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو رہی ہیں۔ اور خدا جانے اب اور کس قدر مخالفت کے طوفان اٹھیں گے اور صداقت کی چٹان سے ٹکرا کر خود ناکام ہوتے ہوئے پاش پاش ہو کر شمع خلافت کے پروانوں کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنیں گے۔

وہ خلافت جس کی اللہ تعالیٰ نے خود بشارت دی اور اسے خبیث و طیب میں فرق کرنے کا ذریعہ بنایا۔ وہ خلافت جس کی تحقیر و تذلیل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے خود پہلے سے جواب دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کو الہاماً فرمایا "منم مقاما و مبین از راہ تحقیر بدورانش رسولاں ناز کردند" کہ اے مخالفین خلافت اس کے مقام اور مرتبہ کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو تم کیا چیز ہو اور تمہاری کیا ہستی ہے محمود کے دورِ خلافت پر تو رسول بھی ناز کرتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ حضرت نبی کریم صلعم نے یولد لہٗ کے پاک الفاظ میں اس مبارک وجود کی پیدائش کی خبر دی۔ ہاں وہی محمود ایدہ اللہ الودود جس کو عرشِ بریں سے فضل عمر، بشیر ثانی، مصلح موعود، مسیح نفس، کلمۃ اللہ اور فخر رسل وغیرہ اسمائے مبارکہ سے موسوم کیا گیا۔ جس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے مسیح پاک کو الہاماً فرمایا:۔

"وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" وہ ابن رسول اللہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا انی معک یا ابن رسول اللہ جس کے متعلق نعمت اللہ شاہ صاحب ولی نے "پسرش یادگاری بینم" کی بشارت دی اور جس کی خلافت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۰ء میں اپنی علالت کے زمانہ میں شیخ تیمور صاحب کو وصیت لکھ دی تھی جس کا اخفاء مولوی محمد علی صاحب بھی تا دم آخر نہ کر سکے۔ اور وہ محمود جس کی شان عالی، قرآن دانی، طہارت و پاکیزگی کا اقرار اسکے استاد کو تھا جس نے مرتے ہوئے بہانگ دہل فرمایا تھا "تمہیں وہاں کسی شخص سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جب تم واپس قادیان آؤ گے تو تمہارا علم قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ بڑھا ہوا ہوگا اور ہم نہ ہوئے تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا" کاش خلافت محمود کی مخالفت کرنیوالے دیانتداری سے غور کریں۔ (مرسلہ)

قرآن کریم کی اس آیت کا غور سے مطالعہ کرتے جس میں اللہ جل شانہٗ نے فرمایا:۔

قل یاقوم اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من تکون لہٗ عاقبۃ الدار انہٗ لا یفلح الظالمون

کہ نیک اور بد کا جب مقابلہ ہو تو تم انجام کو دیکھ کر معلوم کر سکتے ہو کہ کون صادق اور کون کاذب ہے کون متقی اور کون بدکار ہے۔ سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بالمقابل جس قدر فتنے اُٹھے خواہ وہ پیغامیوں کے ہوں۔ مباہلہ والے مستریوں یا بعد کے پیدا ہونے والے معصوموں کے۔ خواہ احراریوں کے ہوں یا غیر احمدیوں کے خواہ اندرونی منافقوں کے ہوں یا کوئی اور سب کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اور ہر قدم پہ خائب و خاسر اور ناکام و ذلیل کیا وہ کونسی چیز تھی جو سیدنا محمود کو یہ الفاظ کہنے کی جرأت دلاتی تھی "مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ابتلاء آئیں گے مگر انجام اچھا ہوگا پس کوئی میرا مقابلہ کر کے دیکھ لے خواہ وہ کوئی ہو انشاء اللہ میں کامیاب رہوں گا اور مجھے کسی کے مقابلہ کی خدا کے فضل سے کچھ بھی پرواہ نہیں"۔ (برکات خلافت صـ۲۳)

اسی طرح سالہا سال پہلے آپ نے اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ؎

حق تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں میں یاد رہے
وہ بچائے گا مجھے سارے خطا گیروں سے
پھیر لو جتنی جماعت ہے میری بیعت میں
باندھ لو سارے کو تم مکر کی زنجیروں سے
پھر بھی مغلوب رہو گے مرے تا یوم البعث
ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

تم جانتے ہو ایک زمانہ تھا جبکہ تم یہ کہہ کر "غضب خدا کا ایک بچہ کو خلیفہ بنا کر چند شریر لوگ جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں" مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ اب جانتے ہو اس محمود کی کیا شان ہے۔ دنیا کا کوئی بڑا ملک نہیں جہاں آپ کے جاں نثار موجود نہ ہوں جو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کئے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ عملی جواب ہے تمام معاندین کے لئے۔

اکناف عالم میں پھیلے ہوئے شمع احمدیت کے پروانے زبانِ حال سے پکار رہے ہیں کہ

اے محمود کی مخالفت کرنے والو اور اس کی ذات پر مختلف قسم کے اتہامات تھوپنے والو اور اس کی تحقیر و تذلیل کی خواہش رکھنے والو! ذرا اپنے دل میں سوچو کہ جو شخص گمراہوں کو سیدھی راہ دکھانے والا اور بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھلانے والا ہے وہ خود کس طرح گمراہ ہو سکتا ہے اگر کوئی شخص اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھ سکتا تو اس کی عقل پر ماتم کرنے کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔ لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اٰذان لا یسمعون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا۔

کاش معاندین خلافت محمود تعصب کی پٹی اتار کر حضور کے ان کارناموں کو دیکھیں جن کے ذریعہ ایک عالم روشن ہو چکا ہے اور دوسری طرف مسیح پاک کے الہامی کلام میں ان بشارتوں پر نگاہ کریں کہ کس طرح لفظاً لفظاً پوری ہو رہی ہیں حالانکہ یہ سب باتیں جہاں ان کی اپنی ہدایت کا ذریعہ بن سکتی ہیں وہاں اسلام و احمدیت کی صداقت پر بھی مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔ فھل من مدکر!!

خاکسار ولی الدین حیدرآبادی
متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

ایک پیشگوئی بقیہ صـ۱۲

(۳) اس سفر سے واپسی پر (روحانی) ڈاکو حملہ آور ہوں گے

(۴) یہ ڈاکو ہوں گے خواہ منہ سے وہ لاکھ بار کہیں کہ خلافت ان کا حق ہے دراصل وہ خلیفۂ وقت کو خلافت سے الگ کرنے اور جماعت کو خلافت سے محروم کرنے کے لئے ڈاکوؤں کا سا اقدام کریں گے۔ گویا ایک تو یہ فتنہ آناً فاناً ظاہر ہوگا جیسے ڈاکو اچانک ظاہر ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ڈاکو ہزار جتن کریں وہ اپنے تئیں سادھو ثابت نہیں کر سکتے۔ یہی حال ان ڈاکوؤں (یعنی حضرت خلیفہ اول رض کی ناخلف اولاد اور ان کے ڈاکو ساتھیوں) کا ہوگا۔ ان کا بھرم کھل جائے گا۔ اور جماعت ان کے دھوکہ میں نہیں آئے گی

(۵) ڈاکوؤں کے فتنہ کی تفصیل بتا دی کہ یہ ظاہری ڈاکو نہیں بلکہ ایسے ہوں گے جن کو مصری صاحب کی معیت حاصل ہوگی۔ گویا ویسا ہی فتنہ کھڑا کریں گے جیسا کہ مصری صاحب نے کھڑا کیا اور کہا کہ سیدنا حضرت اقدس معاذ اللہ خلافت کے اہل نہیں۔ اس میں کئی امور بتائے گئے کہ یہ لوگ مصری کی طرح نامراد اور خائب و خاسر رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ ابتداء میں ہزار بار پیغامی کہیں کہ ان کا اس فتنہ سے تعلق نہیں وہ تعلق ضرور ہوگا۔ چنانچہ جلد ہی بلی تھیلے میں سے باہر آگئی اور چیمہ صاحب وکیل نے اپنے مضمون میں ان منافقین کو اپنا روپیہ اور سٹیج پیش کیا۔ حالانکہ پیغامی اس سے قبل منافقین کی معیت سے انکار کر چکے تھے۔ گویا بتایا گیا کہ مصری صاحب کی اس فتنہ میں معیت ہوگی اور چونکہ عملاً مصری صاحب پیغامیوں میں سرکردہ افراد میں سے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ پیغامی ٹولہ کی معیت ان ڈاکوؤں کو پوری طرح حاصل ہوگی۔

(۶) یہ بھی بتایا گیا کہ وہ قیامگاہ جو پہاڑیوں میں سے گزر کر آئے گی وہ حفاظت کی جگہ ہوگی گویا کہ ربوہ کی بستی کی بھی خبر دی کہ اس فتنہ سے قبل وہ قائم ہو چکی ہوگی۔ اور فتنہ ساز جو وہاں بدامنی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے (جیسا کہ انہوں نے ابتداء ہی کی) اس میں ناکامی حاصل ہوگی اور حضور اور جماعت کے لئے "یہ مقام حفاظت و الاشات ہوگا۔

(۷) تاروں کے کھمبوں سے یہ مراد ہے کہ قابل اعتماد افراد یا جماعتوں میں سے کوئی بھی شخص اس فتنہ کی زد میں نہیں آئے گا۔ ان سے مراد اطفال۔ ناصرات۔ خدام اور انصار اللہ اور تحریک جدید اور صدر انجمن کی تنظیمات بھی ہو سکتی ہیں۔ پرانے دانش امراء بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ سب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے جماعت کو بسرعت پہنچانے کے لئے یہ سب کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل نے ان سب اطفال خدام و انصار کو اس فتنہ سے محفوظ رکھا۔

(۸) اس فتنہ کے بعد حضور کی رفتار تیز ہو جانے اور سرسرنٹ پر قدم پڑنے سے یہ مراد ہے کہ اس فتنہ کے بعد اللہ تعالیٰ حضور کے ذریعہ جماعت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا کرے گا۔ تا یہ وعدہ پورا ہو کہ اگر ایک مرتد ہوگا تو اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ جماعتیں لائے گا۔ چنانچہ اس فتنہ کے بعد کئی نئی جماعتیں غیر ممالک میں قائم ہوئیں۔ جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء پر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پہلے سال سے ڈیوڑھی تعداد میں احباب ربوہ میں تشریف لائے۔ حتیٰ کہ ان کے قیام و طعام کا انتظام قائم رکھنا مشکل ہو گیا۔

(۹) بار بار اور ہر مرحلہ پر حضرت امیر المومنین کو دیکھنے سے مراد آپ کے نام (سیدہ نصرت جہاں بیگم) کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اس مرحلہ پر حضور کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل رہے گی۔ اور ظاہر ہوتی رہے گی۔ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا دکھایا جانا بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس فتنہ سے جماعت کو کسی خوف کی ضرورت نہیں۔ مومنوں کے لئے یہ فتنہ تائیدات و نصرت الٰہیہ اور بشارات الٰہیہ دیکھ کر ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو پیشخبری دی گئی تھی وہ من وعن ساڑھے دس سال بعد پوری ہوئی۔ اور یہ فتنہ گند کو جماعت سے خارج کرنے۔ ان کے شر سے محفوظ رکھنے اور جماعت کے ایمان کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

۱۰۱۳ مکرمی امام علی صاحب اودے پور کٹیا (یوپی) ۲۸ مئی ۵۷ء
۱۲۴۲ ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ (سندھ) پاکستان ۲۸ مئی ۵۷ء
۱۵۶۵ محمد اسحٰق صاحب نواب شاہ سندھ (پاکستان) " "
۱۵۶۷ نذر محمد صاحب سلانوالی منڈی سرگودھا (پاکستان) " "
۱۰۸۴ سید محمود علی صاحب کرنول (دکن) " "
۱۱۰۲ سید احمد رضی اللہ صاحب کیا کھنگھو پڑا (اڑیسہ) " "
۱۶۰۶ امین الاسلام صاحب پوری (اڑیسہ) " "
۱۴۳۰ ارسی مبارک احمد صاحب کوڈالی (مالابار) " "
۱۵۵۹ سید منظور احمد صاحب بھوبنیشور (اڑیسہ) " "
۱۲۱۶ ایم یو عبید اللہ صاحب رشید منجیش (ویانبار) " "
۱۰۱۶ چوہدری محمد شریف صاحب جنت فی کراچی پاکستان "

ضروری اعلان

چندہ اخبار بدر کسی کے ذاتی نام پر نہیں آنا چاہیئے بلکہ براہ راست مکرمی افسر صاحب صیغہ امانت دفتر محاسب قادیان اور ربوہ میں زیر امانت اخبار بدر آنا چاہیئے اور اس کی اطلاع دفتر کو۔

سفر یورپ (۱۹۲۴ء) حصہ اوّل

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۲۴ء میں دمشق و یورپ کا سفر کیا جس سے قرآن مجید و احادیث کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اس سفر کے نادر حالات کا ایک حصہ شائع ہو چکا ہے۔ قیمت مع خرچ ڈاک سوا دو روپے۔ مینیجر اصحاب احمد قادیان۔

درخواست دعا۔ قریشی سعید احمد صاحب درویش کی بیوی صاحبہ اپنے وطن کربل (یوپی) میں کئی ماہ سے بیمار ہیں احباب سے ان کی کامل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے (ملک صلاح الدین قادیان)

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ مئی ۱۹۵۷ء میں ختم ہے

۱۰۱۹ مکرمی میر غلام محمد صاحب یاڑی پورہ (کشمیر) ۲۸ مئی ۵۷ء
۱۲۳۷ مدرسہ کماری اہتہ السلام صاحبہ بنارس (یوپی) "
۱۲۰۳ مکرمی محمد اشفاق صاحب امروہہ (یوپی) "
۱۲۱۲ ڈاکٹر آدم علی بیگ صاحب بنیال گڑھ (اڑیسہ) "
۱۱۹۶ غلام سرور شاہ صاحب نیرولی (افریقہ) "
۱۲۱۷ اے ایم ایس بشیر احمد صاحب ستان کرلم (مالابار) "
۱۲۵۱ زرگوہام علی صاحب ٹنگا ہام کلکتہ ۲۴ کلکتہ "
۱۵۴۹ عبدالحق صاحب خادم چار کوٹ (کشمیر) "
۱۵۴۲ محمد بندہ علی صاحب احمدی پیچ بجرالہ (دکن) "
۱۵۵۰ مکرمی کمال الدین احمد صاحب کنڈو (دکن) ۲۸ مئی ۵۷ء
۱۵۵۲ مرزا امیر بیگ صاحب گونڈہ (یوپی) "
۱۵۵۳ ظہور حسن صاحب خنی پردہ (بمبئی) "
۱۵۵۴ مولوی مبارک علی صاحب بمبئی (بمبئی) "
۱۲۲۲ مکرمہ آسرہ بیگم صاحبہ بنت مشتاق احمد صاحب البیٹہ "
۱۵۵۶ مکرمی محمد احمد صاحب دھمان (دکن) "
۱۵۵۸ علاء الرحمٰن صاحب ایم۔ اے۔ اخینہ لبنہ شیلانگ (آسام) "
۱۵۶۱ محمود احمد لیسران صاحب ہوسنداگ تیماپور (دکن) " " ریلد

پروگرام دورہ مولوی عبدالرحیم صاحب ملکانہ انسپکٹر بیت المال

در جماعتہائے احمدیہ صوبہ بمبئی و صوبہ مدراس از مورخہ ۱-۶-۵۷ لغایۃ ۳۰-۶-۵۷

جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ صوبہ بمبئی۔ مدراس کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب ملکانہ انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق از مورخہ ۱-۶-۵۷ لغایۃ ۳۰-۶-۵۷ بغرض معائنہ حسابات و وصول چندہ جات دورہ کریں گے۔ آپ حضرات سے توقع ہے کہ انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ اس سلسلہ میں پورا تعاون فرماویں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نام جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ رسیدگی
پوری	۱-۶-۵۷	بمبئی	۵-۶-۵۷
بمبئی	۸-۶-۵۷	ستارہ	۹-۶-۵۷
ستارہ	۱۰-۶-۵۷	باندہ	۱۱-۶-۵۷
باندہ	۱۳-۶-۵۷	نند گڑھ	۱۲-۶-۵۷
نند گڑھ	۱۴-۶-۵۷	دھارواڑ	۱۵-۶-۵۷
دھارواڑ	۱۷-۶-۵۷	ہبلی	۱۷-۶-۵۷
ہبلی	۱۸-۶-۵۷	شموگہ	۱۸-۶-۵۷
شموگہ	۲۰-۶-۵۷	ساگر	۲۰-۶-۵۷
ساگر	۲۰-۶-۵۷	شموگہ	۲۰-۶-۵۷
شموگہ	۲۱-۶-۵۷	بنگلور	۲۱-۶-۵۷
بنگلور	۲۴-۶-۵۷	مدراس	۲۴-۶-۵۷
مدراس	۲۶-۶-۵۷	کالیکٹ	۲۷-۶-۵۷

نیا مالی سال اور احباب جماعت کا فرض

۵۶-۱۹۵۵ء کا مالی سال ۳۰ اپریل کو ختم ہو چکا ہے۔ اور یکم مئی ۱۹۵۷ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو گیا ہے۔ لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتوں اور افراد کے ذمہ سابقہ بقایا کی کثیر رقوم تاحال قابل ادا ہیں۔ جن کے متعلق جماعتوں کے سیکرٹریان مال اور متعلقہ افراد کو مرکز کی طرف سے توجہ دلائی جا چکی ہے۔ جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لازمی چندہ جات کی باقاعدگی سے ادائیگی پر اس قدر زور دیا ہے۔ کہ حضور چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایادار کو جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔

ہر جماعتوں کے عہدیداران اور متعلقہ افراد اپنی ذمہ واریوں کو پوری طرح محسوس کریں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کو مستحضر رکھیں تو سلسلہ کی طرف سے عاید کردہ لازمی چندہ جات کی موجودہ پوزیشن باقی نہیں رہ سکتی۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ نئے مالی سال کی ابتداء سے ہی اس بات کا عزم کریں کہ انہوں نے نہ صرف بقایا سابقہ کو جلد از جلد ادا کرنا ہے۔ بلکہ آئندہ کے لئے ادائیگی چندہ جات میں پوری باقاعدگی اختیار کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ وہ گذشتہ مالی سال کے آخر تک ہر بقایا دار کو اس کے بقایا کے حساب سے آگاہ کرتے ہوئے یہ کوشش کریں۔ کہ سارا بقایا یکمشت یا بڑی اقساط میں وصول ہو سکے۔ اور وصول شدہ چندہ جات کو ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک باقاعدگی کے ساتھ مرکز میں بھجوایا جاتا رہے۔

ناظر بیت المال قادیان

— ضروری اعلان —

مرمت مقامات مقدسہ کے لئے ماہر تعمیرات کی ضرورت

گذشتہ دو سالوں کے سیلاب اور غیر معمولی بارشوں کے باعث قادیان کے مقامات مقدسہ کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ ان کی معمولی مرمت کا کام تو مقامی طور پر جاری ہے لیکن بعض اہم اور پیچیدہ مرمتوں کے لئے کسی انجینیر یا پرانی عمارتوں کی مرمت کا تجربہ رکھنے والے اوورسیر کی خدمات کی ضرورت ہے جو کچھ عرصہ قادیان میں ٹھہر کر اپنی نگرانی میں خاص مرمتوں کا کام کروا سکے۔

لہذا بذریعہ اعلان ہذا تحریک کی جاتی ہے کہ جو دوست اس کام سے واقف ہوں اور "Under pinning" کا کام جانتے ہوں اس خدمت کے لئے ڈیڑھ دو ماہ دے سکیں وہ فوری طور پر نظارت ہذا کو اطلاع دے کر ممنون فرماویں۔

چونکہ ایسی مرمتیں برسات سے قبل ہونی ضروری ہیں اس لئے فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

دعائے مغفرت

مکرم ماسٹر عبد الکریم صاحب سیکرٹری امور عامہ و تعلیم و تربیت بھدرواہ کی ایک بچی وفات پاگئی ہیں ان کی اہلیہ صاحبہ بہت پریشان ہیں۔ والدین کو صبر جمیل کی توفیق کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

خاکسار ملک صلاح الدین قادیان